قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من رآنی فقد رأی الحق

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے جس نے مجھے خواب میں دیکھا واقعی اس نے مجھے دیکھا

حجۃ الاسلام

حضرت علامہ قطب الدین احمد رحمہ

المشہور بہ

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ العزیز متوفی ۱۱۷۶ھ

کی تالیف

فیوض الحرمین

کا

اردو ترجمہ

ناشر

فاروقی کتب خانہ بکسیلرز اینڈ پبلیشرز ملتان

امیر حیدر سنگ ساز ملتانی

محمد کاتب ملتانی

قیمت

ایک روپیہ پچاس پیسے

(صدیقیہ پریس ملتان)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من رانی فقد رای الحق

یہ کتاب مستطاب بتاریخ ۲۶ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ از مکتبہ ادبیہ شاہی بازار بعوض مبلغ ۱۲ روپے خرید کی گئی

بندہ حافظ محمد شریف عفا اللہ عنہ و عن والدیہ

فیوض الحرمین

حجۃ الاسلام حضرت علامہ قطب الدین احمد رحمہ اللہ

المشہور

بہ

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی سنہ ۱۱۷۶ھ

قدس سرہ العزیز

کی تالیف

فیوض الحرمین، عربی کا اردو ترجمہ

پبلشرز: فاروقی کتب خانہ نشتر ہسپتال روڈ ملتان شہر

قیمت .. ایک روپیہ ۵۰ پیسے

بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الٰہی میں تیری حمد و ثنا کرتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ تیری حمد و ثنا میں قاصر ہوں تجھی سے مغفرت چاہتا ہوں اور تجھی سے مدد مانگتا ہوں اور خوب جانتا ہوں کہ سوا تیرے کوئی گنہ نہیں بخشتا اور سوا تیرے کوئی میری مدد نہیں کرتا رنج و راحت میں اور تیری ہی طرف متوجہ ہوں اور تجھ سے کو اپنے تئیں سونپتا ہوں تیرے ہی واسطے ہے میری سب عبادت اور میری زندگی اور موت تیرے ہی ہاتھ ہے کوئی تیرا شریک نہیں اور پناہ چاہتا ہوں تجھ سے اپنے نفس کی برائیوں سے اور اپنے اعمال کی برائیوں سے اور کمال عجز سے سوال کرتا ہوں کہ اچھے اخلاق اور اچھے اعمال کی ہدایت کر اور میرا عقیدہ ہے کہ کوئی نہیں برائیوں سے بچانے اور بھلائیوں کی ہدایت کرنے والا مگر جس نے مجھے پیدا کیا اور زمین و آسمان کو اور گواہی دیتا ہوں کہ سوا تیرے کوئی معبود نہیں تو وحدہٗ لاشریک ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ تیرے بندے اور رسول ہیں سب رسولوں سے افضل اور سب نبیوں سے بڑھ کر اللہ کا درود ہو ان پر اور ان کی آل و اصحاب پر آگے پیچھے جب تک رات دن ہیں اور جب تک آسمان سایہ کرے اور زمین اٹھائے اما بعد گذارش ہے عبد ضعیف ولی اللہ ابن عبدالرحیم الدھلوی کی خدائے تعالیٰ دونوں پر اپنی مہربانی فرمائے اور رحمت کرے کہ مجھ کو اللہ کی نعمتوں سے یہ بڑی نعمت عنایت ہوئی کہ مجھے توفیق دی حج بیت اللہ و زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ۱۱۴۳ھ ہجری ایک ہزار ایک سو تینتالیس میں اور اس سے یہ اور بڑی نعمت ملی کہ میرا حج مشاہدہ کے ساتھ ہوا اور معرفت کے نہ حجاب اور نامعلومی کے ساتھ اور زیارت بھی زیارت آنکھوں والوں کی نہ زیارت اندھوں کی سی سو یہ میرے نزدیک سب نعمتوں سے بہت بڑی نعمت ہے میں نے چاہا کہ میں لکھ لوں ان مشاہد کے اسرار جیسے مجھے اللہ نے معلوم کرائے ہیں اور جیسے مجھے فائدے پہونچے ہیں روحانیۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس لئے کہ یہ میرے لئے یادگار رہے اور میرے بھائیوں کے واسطے بصیرت ہو اس سے امید ہے

کہ کچھ شکر ادا ہو جائے اور اس رسالہ کا نام فیوض الحرمین رکھا کافی ہے اللہ ہم کو اور اچھا کارساز ہے ہمارا برائی سے بچنے اور نیکی کرنے کی قوت اسی سے ہے ان مشاہدوں سے

مشاہدہ اول

میں نے خواب میں ایک جماعت کثیر اہل اللہ کی دیکھی ایک فرقہ اہل ذکر و یادداشت کا انکے دلوں میں نور و چہرے تروتازہ اور صاحب جمال تھے ان کا عقیدہ وحدت الوجود نہ تھا اور دوسرا فرقہ وحدت الوجود والے جن کا شغل فکر سریان وجود میں تھا انکے دل میں شرمندگی و خجالت اس حق امر سے کہ عالم کی تدبیر عموماً اور نفسوں کی خصوصاً حق ہے انکے چہرے سیاہ اور منہ سوکھے ہوئے دونوں بخشتے ہیں اہل ذکر و ورد نے کہا کیا تم کو ہمارا نور و جمال نظر نہیں آتا ہمارا طریقہ تم سے بہت ہدایت پہ ہے اور وحدت الوجود والے کہتے ہیں کیا سب موجودات کی ہستی کے آگے نابود ہونی امر حق واقع نہیں ہمیں وہ راز معلوم ہوا جس سے تم جاہل رہے پس ہم کو تم پر فضیلت ہے جب ان میں تنازع پڑے مجھ کو منصف بنایا پھر میں ان دونوں فرقوں میں منصف بنا اور کہا بعض علوم صادقہ ایسے ہیں جن سے نفس مہذب ہوتا ہے اور بعضے ایسے ہیں جن سے نفس تہذیب نہیں پاتا اس واسطے کہ اللہ نے نفسوں میں طرح طرح کی استعدادیں پیدا کی ہیں اور علوم حقہ میں ہر نفس کا ایک مشرب ہے جب اس میں مستغرق ہو جائے تہذیب پاتا ہے اور سنور جاتا ہے اور جو مستغرق نہ ہو مہذب نہیں ہوتا ہے نہ اصلاح پاتا ہے سو تمہارا مسئلہ اگرچہ علوم حقہ سے ہے لیکن تم دونوں کا یہ مشرب نہیں تمہارا مشرب تو حقیقت جامعہ کی طرف متوجہ ہونا ہے موافق تضرع فرشتوں کے سو نور والا فرقہ اگرچہ اس مسئلہ سے جاہل رہا مگر اپنے مشرب حق کو پہنچ گیا لیکن وحدت الوجود والے اگرچہ مسئلہ کو پہنچ گئے لیکن اپنے مشرب حق کو نہ پہونچے اس لئے کہ جب انہوں نے اپنا فکر صرف کیا سریان وجود میں تعظیم و محبت ہاتھ سے جاتی رہی جس سے فرشتوں نے اپنے رب کو پہچانا اور وارث ہوئے اسی کے نواء افلاک بسبب سرشت کے اور جو نہ وارث ہوئے اس کے ان کے نفس مہذب نہ ہوئے اور نہ وہ اس کو پہونچے جس کے لئے پیدا ہوئے وحدت الوجود والو تمہارا وہ جزو گویا ہوا اور بولا جو اس علم کے لائق نہیں اور جس جزو کے لائق یہ مشرب ہے وہ گونگا اور مسخ ہو گیا ور تم میں عناصر ملکیہ جو اجزاء فاطنہ اس کمال کے ہیں بالکل نہیں اس شرکے لئے وہ شخص لائق ہے جس میں یہ جزو بہت راسخ ہو اور اس کو نگاہ نہ کرے ظہورات گھیر لینے والے

وہ دونوں فریق سمجھ گئے اور یقین کر لیا پھر میں نے کہا اللہ نے مجھ کو خاص کیا ان اسرار سے جس میں تمہارا اختلاف تھا اس میں میں نے منصفی کر دی۔ الحمد للہ رب العالمین پھر میری آنکھ کھل گئی

مشاہدہ دوم

میں نے اپنی روح کی آنکھ سے تدلّی کو دیکھا کہ وہ ایک شے واحد متصل فی ذاتہ تمام عالم میں سرایت کی ہوئی ہے گویا عالم اس پر پردہ اور وہ بیچ میں ہے اس وقت میں نے جانا کہ یہ وہ تدلی ہے کہ عارف جب اس کی طرف متوجہ ہو روح کی آنکھ سے اور اس میں فنا ہو جائے تو اس کے ارشاد کی تاثیر قوی ہوتی ہے اور اس کا تصرف حق خلقت میں صحیح ہوتا ہے اور تدلّی کی دو جہتیں ہیں ایک وجود خارجی کی طرف سو یہ تو ایک لون منطبع ہے لوح نفوس میں اس کا نام نور ہے اور دوسری جہت وجود ذہنی کی طرف ہے یہ ذات کے ساتھ صادق آتی ہے سو یہ اسم ہے اور تدلی نقشبندیہ اسی لئے کہتے ہیں کہ ہم نے نہایت کو ہدایت میں درج کیا ہے جو شخص اس تدلی کے وسیلہ سے واصل ذات ہوتا ہے نہیں جانتا ہے ایک دریائے ناپیداکنار ہیں۔

معرفت عظیمہ اعظم تدلیات سے حق کے بندوں کی طرف متدلّی ہونے کا ادراک اگر روح کی آنکھ سے ہے تو کاملوں کا مقام ہے اور اگر روح کے علم سے ہے تو اس میں عام بھی شریک ہیں اور اسی طرح اس کے کلام سن لینا اگر روح کے کان سے ہے تو وہ مقام کاملوں کا ہے اور جو روح کے علم سے ہے تو اس میں عام بھی داخل ہیں۔

تحقیق شریف جاننا چاہیئے کہ نفس ناطقہ کے واسطے سوا ان جوارح محسوسہ کے آنکھ اور کان اور زبان ہے اس کی تحقیق یوں ہے کہ اس جگہ دو لطیفے ہیں ایک تو قیومیہ الٰہی جو بدن سے متعلق ہے اور اس میں حلول کئے ہوئے ہے نسمہ سے قطع نظر سو معرفت اشیاء میں اس کی دو جہتیں ہیں ایک تو یہ مبدء صور ہے کوئی صورت مجرد اس پر افاضہ ہو یہ تو علم ہے دوسرے یہ کسی شے کا اشیاء میں افاضہ کرے اور اس سے متصل ہو جائے اور یہ اتصال اگر انکشاف بصری اعتبار کیا جائے تو اس کو بصر کہیں گے اور اگر انکشاف سمعی اعتبار کیا جائے تو اس کا نام سمع ہے اور اگر انکشاف العلوم بالافادہ والاستفادہ اعتبار کریں گے تو کلام ہے سو اسی جہت سے فرد اللہ کو دیکھتا ہے اور اسی سے الہام کیا جاتا ہے اور اسی سے اللہ سے باتیں کرتا ہے اور ارواح افلاک اور فرشتوں سے اور جو نیک لوگ گذر گئے ہوں ان کی ارواح سے باتیں کر لیتا ہے اور کبھی روح جو اپنے رب

کو دیکھتی ہے اس سے نسمہ پر ایک لون نازل ہوتا ہے اور نسمہ سے حس بصر پر وہ لون ایک ہیئت متصلہ بن جاتا ہے اس وقت فرد کہنے لگتا ہے کہ میں نے اپنی آنکھ سے خدا کو دیکھا اور سچ ہے اس کا کہنا اور اسی قبیل سے ہے وہ جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا اور اسی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کلام کرنا ایک روز میں روح آفتاب سے متصل ہوا میں نے اسے دیکھا اور اس سے سنا میں نے کہا بڑا تعجب ہے کہ لوگ تجھ سے روشنی طلب کرتے ہیں اور فائدہ اٹھاتے ہیں تیرا غلبہ اور ظہور طرح طرح سے دیکھتے ہیں پھر تیرے منکر ہیں اور تجھ سے مقابلہ کرتے ہیں اور تو نہ کسی سے انتقام لیتا ہے نہ کسی پر غضب ہوتا ہے تو اس نے کہا کیا ان کا تکرار اور ان کا اپنے نفسوں سے خوشی میری جان کی خوشی کا شعبہ نہیں ہے میں ان سب حالتوں کی طرف کچھ التفات نہیں کرتا میں اس شادمانی کی حقیقت کو دیکھتا ہوں کہ یہ سب میرے ہی نفس کی شادمانی ہے تو پھر کیا کوئی اپنے کمال نفس پر غصہ ہوا کرتا ہے یا انتقام اس سے لیتا ہے پھر جب یہ امر ہو چکا پس میں نے اسے دیکھا کہ بالطبع فیاض ہے اور اسی طرح ارواح افلاک متوافق اور ملے ہوئے ہیں اپنے علموں اور ہمتوں میں۔

زیادۃ ایضاح اگر تو چاہے اس وجدان کی حقیقت دریافت کرنا تو سن جو میں کہوں جان کہ نفس ناطقہ کا علم جس سے مراد نور بسیط ہے جو مقید ہوتا ہے قبولیت کا ایک جسم واحد کے لئے اور تنزل طبیعت کلیہ کا کہ وہ ایک نقطہ فعالہ ہے خارج میں کسی معلوم خاص کی صورت ہیں گو کوئی معلوم ہو ہمارے نزدیک مدرک اور مدرک کا ایک ہونا ہے پھر اس کا ادراک یا واسطے نشاۃ کلیہ کے ہوگا نفس کو شامل ہوگا یا جسم کو شامل ہوگا جیسے صورت انسانیہ یا حیوانیہ یا زمین اور پانی اور باقی عناصر یا قوت شمیہ اور قمریہ اور یا اس کا ادراک کسی خاص شے ایسے کے لئے ہوگا جو اس نفس دراکہ کے قسیم ہے جیسے زید کا نفس عمرو کے نفس کو ادراک کرے پس اگر اول ہے تو صفت ادراک کے اس حقیقت کی یہ ہے کہ تجرد کرے طرف اس نقطہ کی کہ وہ اس حقیقت شاملۃ النفس کے مقابل ہے تو باقی رہے گی اس کے ساتھ اور فانی ہوگی اس کے غیر سے اس وقت وہ نقطہ بنفسہا بیدار ہوگا اور اس حقیقت کے سب احکام روشن ہو جائیں گے یہی ذوقی تحقیق ہے معنی ہیں ہمارے قول مدرک اور مدرک کے اس صورت میں ایک ہو جائیں گے اور اگر امر ثانی تو صفت ادراک نفس کے واسطے اس حقیقت قسمیہ کی یہ ہوگی کہ اس کے ساتھ جمع ہو کسی حضرت میں حضرات طبیعہ کلیہ سے تو غالب ہوگا ایک نفس دوسرے نفس پر یا اس

جزء کی جہت سے جو اس جزء پر غالب ہے اور اس قوت پر جو دوسری قوتوں سے پیروی طلب ہے یا جہت سے اکثر قوتوں کی اس شرط سے کہ یہ قوت منقطع نہ ہو کیونکہ تاثیر ایک نفس کی دوسرے میں غلبہ سے ہوتی ہے اور محنت سے اور کنہ ان دو جہتوں کا یہ ہے کہ نفس میں جو ایک قوت امانت ہے غالب یا مغلوب اس میں کوشش کرے سو یہ کاملوں میں یا قوت غالب یہ غیر کاملوں میں ہے اور یہاں ایک اور نفس ہے جس میں یہ قوت ہے لیکن اس کے احکام کا ظہور یہاں بہت کم اور ضعیف ہوتا ہے پہلے نفس سے پس ادراک کیا موثر نے موثر کو اور موثر نے موثر کو اس قوت کے جنس سے اور یہ اس سے مل گئے تو ظاہر ہوں گے احکام جو نہ تھے اور کبھی یہ قوت جو اس نفس میں ہے دوسری قوتوں سے پیروی طلب ہوتی ہے ایسی کہ مضمحل اور نابود ہو جاتی ہے ان میں تو معتدل ہو جاتی ہے احکام اور اشیاء سے اور فقط قوت غالب باقی رہ جاتی ہے اس وقت کہا جاتا ہے کہ اس نفس نے اس نفس میں اثر کیا اور اس کیفیت کا فائدہ پہنچایا اور سچ یہ ہے اس نفس نے کچھ خارج سے نہیں حاصل کیا بلکہ اپنی ہی جزء کی طرف توجہ کی ہے اپنی ہی اس قوت کی طرف جو اس میں امانت ہے اس قدر کہ سب قوتیں اور اجزاء نابود ہو گئے تو اس وقت غلبہ اور استیعاب اس طرف سے اور محبت پیروی اس طرف سے ہوئی تو ضرور ہے دو نفسوں کے اتحاد سے سو مطلق نہیں بلکہ قوت اور جزء کی جہت سے اور نہ کل جگہ بلکہ طبیعت کلیہ کے کسی جائے ہیں اور اس کے یہ ہی معنے ہیں جو ہم نے کہا مدرک اور مدرک ایک ہو جاتے ہیں اس صورت میں اور جب تم نے یہ جان لیا تو جان لو کہ اس نفس کے واسطے بہ نسبت اس کے حال ہیں اور وضع ہیں۔

اوّل - یہ کہ متحد ہونا اور مستغرق ہو جانا اس میں اور اس کے سوا کو بھول جانا۔

دوسرا - یہ کہ ہر نفس رجوع ہو طرف ملاحظہ اس کی ثنا کے درحالیکہ مستغرق ہو معنی اتحاد میں پس رنگا جائے گا بسبب مل جانے کے اس سے باوجود کسی قدر جدا ہونے کے اور شعور اس بات کے کہ وہ ہی نہیں ہو گیا کل وجہ سے بلکہ کسی وجہ سے اس حال کو رویت کہتے ہیں اور۔

تیسرا - یہ کہ غالب ہو جائیں سب احکام ایسی طرح کہ غائب ہو جائے اس قوت کا حکم اور یہ قوت چھپ جائے اور اس وقت ظاہر ہو گی ان احکام کے واسطے صورت ضعیف بہ نسبت اتحاد اور بہ نسبت رویت کے تو افضاء ہو گی غالبیت کی جہت سے اور قبول کسی قدر مغلوبیت کی جہت تو کہیں گے زید کے نفس نے کلام کے عمرو کے نفس اور

اس نے اس کا کلام سنا ہو۔

چوتھا۔ یہ کہ اس قوت کے احکام بہت شدت سے غائب ہو جائیں اس کی نسبت پس کچھ نہ رہی مگر ایک خیال خفیف محفوظ اس قوت کی ضد دل میں اور ان سے جدا اس وقت کہیں گے کہ ذہن میں صورت حاصل ہوئی اور منتقش ہو گئے ذہن میں جیسے آئینہ میں صورت منتقش ہو جاتی ہے تو یہ چار حال ہوئے اور ہر ایک کے لئے حکم ہے یہ نہایت غور اور سوچنے کے لائق اور دوسرا لطیفہ نسیمیہ ہے اس میں حاسہ جملیہ ہے وہ متصل ہو جاتا ہے اس وقت اگر کان کا قیاس کریں کان اگر آنکھ کی طرف قیاس کریں آنکھ کہا جائے گا یا ذوق کی طرف تو نام اس کا ذوق ہو گا جو لمس کی طرف تو لمس کہلائے گا اور شاید یہ وہی ہے جو حس مشترک ہے اور ایسے حس مشترک سے ہر حاسہ کو احتلام ہوتا ہے آنکھ کو تو یہ کہ جوالہ کے نقطہ کو دائرہ جانے سو دائرہ کوئی خارج میں ہوتا نہیں وہ احتلام ہے حس مشترک کا اور زبان کا یہ کہ کسی شے مرغوب کو دیکھ کر منہ میں پانی بھر آئے اور قوت لامسہ کا احتلام یہ کہ آدمی سے آدمی قریب ہو اور وہ اس سے رغبت رکھتا ہو اور جب بدن سے بدن ملے اس کے نفس میں گدگدی ہو اور احتلام کان کا راگ کے سُر اور اشعار کے وزن جاننے میں پس نسمہ تو یہ حواس ظاہر کی طرف نہیں التفات کرتا بلکہ حس باصرہ و سامعہ و ذائقہ و لامسہ سے لذت اٹھاتا ہے اور اگر تو سچ پوچھے تو اسی حس مشترک سے تمام حواس ظاہر ادراک ان کے پورے ہوتے ہیں اور جب ارواح اپنے بدن سے جدا ہوتی ہیں بسا اوقات منتقل ہوتا ہے یہ حاسہ اور خیال عرش سے اپنے موافق موجودات مثالیہ پیدا کرتے ہیں جیسے جن متشکل ہوتے ہیں اور فرشتے۔

مشہد سوم

میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی ہر شعائر کا نور بلند ہوتا ہے اور دریافت کی حقیقت اس کی بیشک حقیقت نور کی مناسبت شے کی روحانیات سے اور ایک ہیبت راسخہ اس میں روحانیات کی تاثیر سے ہے اس ہیبت سے انسان ادراک کر لیتا ہے روح کے حاسہ سے ایک ادراک انطباعی اس طرح سے کہ خوش ہو جاتا ہے اور مناسبت زیادہ ہوتی ہے روحانیات سے اور شعائر اللہ کی طرف جب لوگ متوجہ ہوتے ہیں تو گردہیں بن جاتے ہیں ایک وہ گروہ ہے کہ اپنی نیت عزیمت کے سبب نفع پائے یعنے جو کام کرے اللہ کے واسطے اس اعتقاد سے کہ یہ عبادت

شعائر اللہ سے ہے ایک وہ گروہ کہ اس کی روح کی آنکھ کھل جاتی ہے وہ نور سے معلوم کرے اس کی قوت ملکیہ غالب آجائے قوت بہیمیہ پر ایک وہ گروہ ہے اس نور میں غور کرے اور ادراک تدلی کرے وہ تدلی کہ جو اصل ہے شعائر اللہ کی پس وہ متبحر ہو جائے۔

مشہد چہارم

مشہد عظیم و تحقیق شریف۔ حق تعالی نے مجھے مطلع کیا اس تدلّی عظیم و جلیل پر جو نوع بشری کی طرف متوجہ ہے مراد اس سے اللہ کا قرب آسان ہو جاتا ہے وہ تدلّی متمثل ہے عالم مثال میں منفسر ہے کبھی عموماً دوسرے اور خصوصاً ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور کبھی منفسر ہے کتاب آسمانی سے دوسری عموماً کتابیں اور خصوصاً قرآن عظیم اور کبھی منفسر ہے نماز اور کبھی کعبہ شریف کے ساتھ میں نے پہچانا اس تدلّی وحدانی کو کہ ظاہر ہے ظہورات کثیرہ میں موافق معدات خارجیہ کے یعنی انسان کی وضعوں کی اور عادتوں کی اور جو ان کے ذہنوں میں مقرر ہے ایسی چیزیں کہ جب برزخ میں جائیں تو وضعیں اور عادتیں اور علوم ان کے ساتھ ہوں ان سے جدا نہ ہوں آمادہ کریں خطیرہ قدس میں صورت مثالیہ کے منعقد ہونے کو واسطے اس تدلّی جلیل کے پھر عالم جسمانی میں آئیں جب خدا چاہے اور مستعد ہو واسطے اس کے عالم موافق اوضاع علومیہ اور سفلیہ کے اور حق تعالے نے مجھے مطلع کیا انفساء کی حکمت پر اور ایک کو دوسرے سے جدا پہونچانے پر اس خصوصیت سے جو اسی میں ہے معدات کی طرف سے جو امادہ ہیں اس کے لئے ہم بیان کریں گے تجھ سے انشاء اللہ تعالی اس واحدانیت کے اور حقیقت اور انفساء کی کیفیت جان تو کہ شخص اکبر جب مقرر ہوا خارج میں سب سے پہلے اس نے پہچانا اپنے رب کو اور خشوع کیا اس سے تو اس کے مدارک میں صورت علمیہ تھی جس کی دو جہتیں ہیں ایک اس طرف جو شخص اکبر میں ہے جسم اور جسمانیات اور روح اور روحانیات اور دوسری جہت وجود ذہنی کی طرف جس سے نفس معلوم ہو جائے اور اس جہت اخیر سے تدلّی ہے تدلیات حق تعالی سے اور یہ نصیب میں ہے شخص اکبر کے اپنے رب کی معرفت کے سبب اور اس کے لئے مقام معلوم ہے جس سے تجاوز نہیں اور جو کچھ جوف و حیز میں اس کے ہے اس کے نصیب میں اپنے رب کی معرفت میں تنزل میں ہے تنزلات اس تدلّی سے ایک

منزل متقید میں یہاں نازل ہوتی ہے بقدر متجلی لہٗ کے اور رعایت کئے جاتے ہیں اس تنزل میں احکام جانبین کے پس یہ بڑی معرفت ہے اس کو خوب ڈاڑھوں سے پکڑ غرض جو فلک اور عنصر چیز ہوا روح ظاہر یا خفیہ کا اوّل اس سے ظاہر ہوا یہ ہے کہ اس نے اپنے رب کو پہچانا اور اس سے خشوع کیا اور مدد چاہی مدد چاہنا طبعی و سرشتی شخص اکبر سے اس لئے کہ وہ اس کی اصل اور مبدء وجود ہے اور متوجہ ہوا طرف ذات کے فقط جس طرح شخص اکبر متوجہ تھا طرف ذات کے فقط لیکن آمادہ کیا شخص اکبر نے اور جو اس میں تدلّی منعقد ہے واسطے فیضان صورت کے ایک خاصہ اور معرفت دوسری ہے پھر جب معیّن ہوئیں مثالیں جن کو رب النوع کہتے ہیں تو تعین ہوئی واسطے ہر نوع کے اس کے حکم ایسے کہ متمیز ہوں دوسرے نوع سے اور یہ مثال میں تھی اور ان میں سے انسان ہے سو یہ سب نوعوں سے متمیز ہوا بسبب حصہ پانے معرفت کے اور مہمل نہ چھوڑا گیا اور اس میں امانت رکھی گئی پھر اشخاص بشری ظاہر ہوئی اس مثال انسانی سے تقسیم انحصاری کے طور پر جیسا صاحب موسیقی سانہ کے تار سے نغمے ڈھونڈھتا ہے تو معلوم کرتا ہے کہ یہ نغمہ یوں ہے نہ اس سے زیادہ نہ اس سے کم پھر کہتا ہے کہ ہم اگر مرکب کریں اس نغمہ کو اس نغمہ سے تو پھر یہ ابعاد حاصل ہوں گے ایسا ایسا نہ زیادہ نہ کم جیسا کہ معلوم کیا تقسیم حاصر عقلیہ سے پھر ابعاد کو ابعاد سے مرکب کرتا چلا جاتا ہے اسی طرح یہاں تک کہ لحن مقرر کر لیتا ہے محصور عدد خاص میں پھر اسے یاد رکھتا ہے اور ہر ایک حکم جانتا ہے اور خاصیت اور وقت معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ راگ آج اس وقت اور اس مجلس کا ہے اور دوسرا راگ اس روز اس وقت کا ہے ایسی طرح بے نہایت اگر اس کو عمر ملے تو ابد تک تمام نہ ہوں عجائب اس کے اور یہ سب انحصار ہیں جو پہلے جان چکا ہے قسمت حاصرہ سے تو جب ظاہر ہوئے اشخاص بشری عالم جسم میں اور اس کی استعدادیں اور قوتیں مختلف تھیں کہ بعضی ذکی اور بعضی کند ذہن اور بعضے نفس قدسیہ والے کہ ان کی ہمتیں اور نفوس رجوع ہوئے اللہ کی طرف اور ان کی خلاصہ بشریت خطیرہ قدس میں تو ہو گئی اس جگہ ایک امر واحد کہ ان پر اسم واحد کا واقع ہو اور نسبت کئے جائیں مثال واحد سے وہ انسان الٰہی ہے اور باہم قریب ہیں ان کے امورات اور مدارک تنزل کیا تدلّی اعظم نے وہاں وہ عالم مثال میں قدم صدق ہو گیا ان کے واسطے اور مقام معلوم ان کی نسبت اور

اُن کے نصیب میں ان کے رب کی طرف سے تو جس وقت نفوس انسانیہ جب پاک ہوئے عادات حیوانیہ کی کثافت سے اور ہیئت فاسقہ جسمانیہ سے تو اٹھا لیئے گئے خطیرہ قدس میں اور ایک برق جلال چمکے وہ بے خبر ہو گئے اور ایک ایسی حیرت میں رہ گئے کہ کہاں تھے کہاں ہیں اور پھرنے کی بھی کوئی صورت ہے یا نہیں اس وقت اقتضائے تدبیر حق سے اس تدلی کو حرکت ہوتی ہے تنزل کرتی ہے اور مشخص ہو جاتی ہے اور منفسر ہوتی ہے یہاں تک اس سے قرب آسان ہو جاتا ہے اسے رنگے جاتے ہیں اس وقت منفسر ہوتے ہیں انفسارات کہ موافق مُعدّات کے پھر یہ انفسارات نبوۃ ہو جاتے ہیں اور وہ یہ ہے اشخاص جب آپس میں ملتے ہیں اور ہم صحبت ہوتے ہیں تو جوان میں بہت کامل اور بڑا عاقل اور واثق ہوتا ہے وہ اپنے سے کم مرتبوں کو مطلع کرتا ہے تدبیر منزلی وسیاست مدنی میں تو ہو جاتا ہے دیدن بشر اور خلق اور ایک امر ذہن میں جما ہوا اگر زندہ رہیں تو اس کو پائیں اپنے سینوں میں مانند رفاقت ضروریہ اولیہ کے بے تامل اور اگر مر جائیں ساتھ لے جائیں اپنے برزخ اور معاد میں تو یہ امر ہو جاتا ہے مُعد اس تدلی کے انفسار کی صورت جسمانیہ میں اور وہ تقدم شخص انسانی ہے سب اشخاص سے اور اس کا صادر ہونا اس کی رائے سے اور نفخ کی جاتی ہے اس صورت جسمانیہ میں روح الٰہیہ تو ظاہر ہوتی ہیں اس کی برکتیں کہ ہو جاتی ہیں نبوت ورسالت اور یہاں میری مراد نبوت سے وہ جو بوجہ ریاست اور تقدم اور مجادلت اور تسخیر کی ہو نہ فقط فیضان علوم اور متابعت چاہیئے انقیاد کی ان سے بالتبع اور نہ میری مراد ہے نبوّت جامعہ شہیدیت کو جیسے کہ ہے واسطے ہمارے رسول اللہ کے اور ان انفسارات ایک نماز ہے اور یہ اس لئے کہ بشر کے ہر خلق کے واسطے فعل ہیں اور وہ کالبد یعنی جسم ہے محسوس میں اسرار معنوی منضبط ہوتے ہیں اس صورت میں اور اسی کی طرف احکام مدح وہجو کے منصرف ہوتے ہیں اور وہی ذکر کیا جاتا ہے اور اس کی خبر کہی جاتی ہے اور اشارہ کیا جاتا ہے طرف خلق کے یہی ہے طبیعت اور دیدن بشر کا اور یہی ذہنوں میں جما ہوا امر ہے حق تعالیٰ چن لیتا ہے ایک خلق اخلاق بشر سے اور ایک ہیئت ہیأت نفوس سے اور رنگ ان کی روحوں کے رنگوں سے وہ صورت انصباغ کی ہے مقام معلوم کے ساتھ خطیرۃ القدس میں اور میری مراد اس خلق اور ہیئت سے احسان ہے اور خشوع اپنے رب کے روبرو اور پاکیزگی ہیأت

ظلمانیہ فاسدہ سے پس یہ خلق موجود ہے خیر میں امتزاج نفس بالحیوانیہ کے لیکن بہت مشابہ ہے اس مقام معلوم سے جو عالم حظیرۃ القدس میں ہے اور اس خلق کو کر دیتا ہے گویا ہو بہو جیسا بدن کر دیا ہے گویا کہ وہ نفس ہے پھر برگزیدہ کرتا ہے اللہ افعال و اقوال کر وہ اس خلق کی تفسیر ہوتے ہیں اور برابر کرتا ہے اس خلق پر گویا کہ ہو بہو ہیں اور انفسارات سے کتب اسمانی ہیں اور یہ اس لئے کہ اشخاص انسانی کو الہام ہوا کہ کتابیں لکھیں اور رسالے جمع کریں کہ زمانہ دراز تک نفع دیں اور دور تک نفع پہنچے اور صاحب کتاب کی نص باقی رہے بہت مضبوط اس میں غلطی نہ ہو روایت بالمعنی کے اور بھول نہ جائیں اور یہ کتابت پھیل گئی پھر اس تدلی نے دوسری صورت میں حرکت کی مقابل اس کے جو اشخاص انسانی میں تھا تو ہو گیا رسول بہرہ یاب بوارق خاطفہ کے سبب بشریۃ سے طرف حظیرہ قدس کے اللہ کے ارادہ کا خادم پس منعقد ہوئی علوم ملائکہ اور بشر سے مجادلہ ان کے شہاب فاسقہ میں رحمت رب کی ارادہ سے اور الہام خیر سے ان کے سینہ میں وحی تلاوت ہونے والے رسول کے مدارک میں پس منتظم ہو گئی کتاب اور پہلی کتاب اور اسی طرح توریت اور اس سے پہلے صحیفے تھے کہ مشتمل تھے ان علوم پر جو نبی کے قلب میں پہونچے پھر جمع کر لیا جس نے چاہا امت سے ان انفسارات میں ملت ہے اور یہ یوں کہ اشخاص بشر کو الہام ہوا پس میں اس میں رسم منعقد کرنے کا تو منعقد ہوئیں رسوم منزلیہ اور مدنیہ اور رسوم معاشیہ اور رسوم معاملیہ اور یہ امران کے نہایت ضروری کام سے ہوا اور ضروریات علوم میں داخل ہوا تو کیا اللہ نے قلب نبی کو قابل انعقاد ایسی رسم کا جو رضائے الٰہی ہو اور برکت اور نور ہو سو وہ شرع ہے اور ملت اور انفسارات سے کعبہ شریف ہے اور یہ یوں ہوا کہ لوگ پہلے زمانہ حضرت ابراہیمؑ سے مشغول ہوئے عبادت گاہوں اور کنیسہ بنانے میں بنایا مکان افتاب کے نام پر بیچ وقت غلبہ روحانیت افتاب کے اسی طرح ماہتاب اور باقی سیاروں کے اور یہ گمان کیا کہ جو شخص داخل ہو جس مکان میں اس سیارہ کا مقرب ہے اور یہ امر ضروری ہو گیا اور توجہ اس کی طرف امر بے قید جب تک نہ مقرر ہوئی کوئی جہت اور کوئی جگہ امر بعید کے مانند تو نازل ہوا حضرت ابراہیمؑ کے قلب کے مقابل میں اس کے جو اس زمانہ میں تھا کہ انہوں نے جو جائے اس امر کے واسطے مناسب سمجھی کہ وہاں قوائے افلاک و عناصر بقا کے مقتضی ہوں اور جاذب ہوں لوگوں کے دلوں کے اس کی طرف اور مقرر کیئے اس کی تعظیم کے واسطے طریقے اور وضعیں اور تدلی کی

ان کی طرف اس کے لازم ہونے کے ان پر۔ یہ جان لینا چاہیئے کہ شریعت عادات میں جاری ہوتی ہے اور یہ اللہ کی حکمت ہے کہ اللہ دیکھتا ہے کہ ان کی عادتیں کیا ہیں جو بری ہوتی ہیں ان کو منع فرما دیتا ہے اسی طرح وحی تلاوت کی گئی منعقد ہوتی ہے الفاظ اور کلموں اور اسلوبوں میں جو ذہن میں اس شخص کے ہیں جس کی طرف کی جاوے اسی واسطے اللہ نے عرب والوں کو عربی میں وحی کی اور سریانی زبان والوں کو سریانی زبان میں اور اسی طرح خواب صادق منعقد ہوتا ہے ان صورتوں اور خیالوں میں جو ذہن میں مخزن ہیں۔ اسیواسطے کور مادرزاد خواب میں رنگ نہیں دیکھتا اور نہ شکلیں اس کا خواب لمس اور سننا اور چکھنا اور سونگھنا اور وہم ہے۔ اور جو بہرا مادر زاد ہو۔ وہ خواب میں کچھ سنتا نہیں۔ اس کا خواب دیکھنا اور چھونا وغیرہ ہے۔ اور جو کچھ سچ پوچھے تو کوئی صورت نہیں منعقد ہوئی۔ افاضہ غیبیہ کیساتھ عالم میں برابر ہے۔ کہ ہو یہ افادہ عادیہ یا غیر عادیہ مگر موافق حکموں اس عالم کے بیشک وہ مشخصات جو شرکت رنگ اور اشکال کو مانع ہیں۔ خاصہ ہیں اس عالم کی جسطرح یہ گھوڑا کہ کل مشخصات اسکے داخل ہیں عالم قریبہ میں ہے گویا گھوڑا احتمال ہے یہ کہ طول اس کا چار ہاتھ ہوا اور اس سے زیادہ اور کم پس یہ چار ہاتھ نہ زیادہ ہوں گے نہ کم تو یہ نہ ہوں گے مگر اسی عالم میں نہ اور جائے اور اسی طرح نوع کے ممیزات جن سے یہ نوع دوسری نوع سے ممیز ہے سب امور داخل ہیں عالم جنسیت میں پس اب ہر فائض ساتھ اس وضع کے اپنی خصوصیت کے ساتھ اس کے واسطے ضرور ہے مُعد اس عالم سے جس نے خاص کیا ساتھ اس وضع کے باقی رہی یہاں ایک بات وہ یہ ہے کہ ایجاد صورتوں کا تو امر امکان اور تقدیر پر ہے اور تدلی اور شعائر کا امر مسلمات اور مشہورات پر اور ان امور پر جن سے اطمینان نفوس ہو اسی واسطے جو تدلی ہے اس کے واسطے سعد ہیں ان کے مسلمات سے اور مراد تدلیات سے یہ ہے کہ بندے اپنے رب کی بندگی دل سے کریں اس طرح سے کہ اس کے زیادہ کرنے پر قادر نہ ہوں پھر اپنے اعضاء کے اس کے موافق عادت ڈالیں پس جس وقت مقتضیات تقاضا کریں کہ انسان دس گز کا ہو ایسا ہی کریں کیونکہ ممکن ہے اگرچہ مشہور نہیں دلوں کو اطمینان آجائے لیکن شرائع اور تدلیات موافق مشہور اور مسلم کے ہیں ہاں یہاں کتنی ہیں تمیز صدق کی جھوٹ سے اور حق کی باطل سے اور بسا اوقات تیرے دل میں کھٹکے یہ بات کہ ہر تدلی میں ضرور ہے خرق عادت تو کیونکر مشہور کے موافق تو ہم کہتے ہیں کہ امر مجمل پیچیدہ پر ٹھہر نہ جا اس کی پیچیدگی پر بلکہ کرید کر اس امر کی پس اصل شے

کی عادت یہ ہے اس سے تجاوز نہیں ہوتا رسول فرشتہ نہیں ہوتا اور نہ کتاب آسمانی عجمی اور نہ گھر نور کا لیکن اس پر برکتیں ایسی ظاہر ہوتی ہیں کہ اس کے غیر میں نہیں پائی جاتیں تو خرق عادت برکتوں سے ہوتا ہے نہ اصل سے اور کفار قریش اللہ کی حکمت نہ سمجھتے تھے ان دونوں امروں کے فرق میں تو اعتراض کرتے تھے یہ کہ ہو رسول فرشتہ اور کہتے تھے کہ یہ کیسا رسول کھاتا ہے طعام اور بازاروں میں پھرتا ہے تو اللہ نے ان کے قول کو رد کیا اور ان کے اعتقاد فاسد کی رسوائی کی اور اسی طرح نہیں صورت رسول کے غلبہ کی یہ کہ فرشتہ اس کے ساتھ ہو گواہی دیوے یا آسمان سے کتاب نازل ہو اور وہ انکھوں سے دیکھیں سورۂ فرقان وغیرہ میں جیسے اللہ نے اس کی تصریح کردی بلکہ بادشاہوں کے غلبہ کی صورت جہاد اور لڑائیوں سے ہے اور یہ ایسا مضمون ہے کہ وجدان نے اس پر حکم لگایا ہے اور ہم نے قرآن وحدیث کو پایا ہے اس کا بیان کرنے والا اور اس کے فروع کا نہ ایک مسئلہ میں بلکہ بہت مسائل میں الحمد للہ اوّلاً وآخراً

مشہد پنجم

مشہد عظیم میرے دل میں ملاء اعلیٰ سے ایسے اسرار آئے کہ میر النفس اور نسمہ ان سے بھر گیا اور وہ تجھ سے بیان کرتا ہوں تفصیل وار خوب مضبوط پکڑ داڑھوں سے جب تو چاہے کہ تجھ کو حاصل ہو کمال ملاء اعلیٰ کا جو تخاصمین ہیں تو اس کا کوئی رستہ نہیں مگر دعا اور عاجزی اللہ کے روبرو اور اس سے سوال بکمال عزیمت اور صدق ہمت کے ساتھ خصوصاً جس وقت سوال کرے اس شئے کا جس کا تو مشتاق ہے تحصیل کرنے کا عقل کی رو سے یا طبیعت کی رو سے اور اس میں تیرے واسطے اور خلقت کے لئے کمال ہو اور عام خلقت پر مہربانی ہو جب ملکہ دعا کا تجھ میں راسخ ہوا اور تو نے جان لیا کہ اللہ سے کیسے صدق ہمت سے سوال کرتا ہے تو پرو دیا گیا تو ملاء اعلیٰ کی لڑی میں اور تحقیق اشارہ فرمایا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف جہاں فرماتا ہے کہ جس کے لئے دروازہ دعا کا کھل جاتا ہے اس کے لئے دروازہ جنت کا کھل جاتا ہے فرمایا رحمت کا۔ اور جو فرمایا۔ اور جو شخص ارادہ کرے کہ ملائکہ سافل سا ہو جائے تو اس کا کوئی طریق نہیں مگر یہ کہ بہت پاکیزہ رہے اور پرانی مسجدوں میں جائے جن میں بہت اولیاء نے نماز پڑھی ہو اور کثرت سے

درود شریف اور قرآن شریف کی تلاوت اور ذکر اللہ کا اسماء حسنیٰ یا جو چالیس نام مشہور ہیں ان کا ذکر اور یہ سب باتیں ایک ایک رکن ہوئیں اس قصد کے اور رکن دوسرا یہ ہے کہ کثرت استخارہ کی مشکل امروں میں اس طرح سے کہ اپنے نفس کو برابر کرے اس کام کے کرنے اور نہ کرنے میں پھر اللہ سے سوال کرے کہ وہ ظاہر کرے جس میں مصلحت ہو اور بیٹھے باطہارت خاطر جمعی سے انتظار میں کہ کس طرف دل منشرح ہوتا ہے اور جس کو دیا اللہ نے نور نماز اور نور طہارت کا فہم اس طرح کا کہ جب وہ نماز سے رہ جائے یا اس پر بے وضو ہونا یا جنابت ہونا آجائے یا اس کے حواس بھر جائیں رنگوں سے جو نظر آئیں اور آوازوں سے جو سنے تو اس کو ایک ایسی ہیئت حاصل ہو کہ وہ تمیز کرلے اور اس سے اذیت ہو اور نفرت کرے حیلہ سے اس سے پھر مشغول ہو طہارت اور نماز سے اور جمع کرے حواس ذکر میں تو دوسری ہیئت حاصل ہو تو تمیز کرے اس کی اور اس کو اچھا جانے اور اس سے خوش ہو اور یہ دونوں حالتیں ہوں جدا جدا معلوم ہو جائیں جیسے محسوس تو وہ مومن ہے ایمان حقیقی سے جس سے عبادت احسان ہے اس میں کچھ شک نہیں اور جو شخص دعا اور ذکر میں کیفیت حضور پائے اگرچہ قادر نہ ہو محض حضور پر بسبب حرف و لفظ و خیال کے سبب وہ تحقیق اپنے ارادہ کو پہنچا احسان کے باب میں۔

مشہد ششم

میں نے خواب میں دیکھا ماہ صفر کی دسویں تاریخ ۱۱۴۴ھ ایک ہزار ایک سو چوالیس مکہ مبارکہ میں، گویا حضرت امام حسن اور حسین رضی اللہ عنہما میرے گھر تشریف لائے ہیں اور حضرت امام حسن کے ہاتھ میں ایک قلم ٹوٹے نوک کا ہے پھر انہوں نے ہاتھ بڑھایا کہ مجھ کو عنایت کریں اور فرمایا یہ ہمارے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے پھر فرمایا تاکہ اس کو حسین رضی اللہ عنہ سنوار دے یہ ویسا نہیں ہے جیسا حسین رضی اللہ عنہ نے سنوارا تھا پھر لے لیا حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے سنوار دیا پھر مجھ کو عنایت کیا میں بہت خوش ہوا اس سے پھر ایک چادر دھاری دار کہ سبز دھاری ایک سفید تھی پھر ان کے روبرو رکھی گئی حضرت حسینؓ نے اٹھایا اور فرمایا یہ چادر ہمارے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے پھر مجھ کو اوڑھائی میں نے اپنے سر پر رکھی تعظیم کے واسطے اور اللہ تعالیٰ کا شکر کیا۔

مشہد ہفتم

مشہد عظیم تحقیق شریف جان لینا چاہئے کہ ایمان لانا اس شے پر جو اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا ہے دو قسم ہے ایک ایمان لانا آدمی کا بینہ پر اپنے رب کے اور دوسری قسم ایمان لانا غیب پر سو جو ایمان بیان پر ہے اپنے رب کی اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بادشاہ کے دربار میں جائے اس وقت کہ وہ وزیر کو خلعت وزارت کا دے اور حاکم کرے امور مملکت کا اور اس کو بھیجے کہ لوگوں کو خبر کر دے ایسی ایسی اور اس کو بھیج کر اور لوگوں کو مکلف کرے وہ شخص یہ سب دیکھ رہا ہے اور سن رہا ہے اس نے آنکھوں سے دیکھا خلعت دینے کو اور کانوں سے سنا جو بادشاہ نے کہا اور اسے یاد ہے جب مکلف کیا تو یہ شخص حاضر نہیں ہو جانے کا وزیر حاضر ہونے سے اور نہ مبعوث لوگوں کی طرف لیکن مکلف ہو گیا دیکھ کر اور مامور ہو گیا اور جو ایمان بالغیب لائے اس کی مثال ایسی جیسے ایک اندھا ہے اس کو بینا نے خبر دی کہ آفتاب طلوع ہوا اس نے یقین کر لیا ایسے کہ اس کے دل میں اس کے برعکس نہیں اور نہ کوئی احتمال ضعیف بھی لیکن اس کے دل کو یقین ہے کہ آنکھوں والے نے خبر دی ہے نہ بغیر وسیلہ آنکھوں والے کے اور کامل فردوں میں وہ فرد ہے جس کو دونوں قسم کا ایمان ہے اس کو ارتباط حق ہے پہلے ہی سے جس میں توسط نہیں اس ارتباط سے اس پر ترشح ہوتے ہیں وہ سب علوم جو اللہ نے نازل کئے اپنے نبیوں پر اس نے ان پر یقین کیا بلکہ اطمینان کیونکہ وہ مقابلہ پر اپنے اپنے رب کے اس ارتباط کے موافق نہیں کوئی اس پر کوئی فرمان کہ اس کی حفاظت کرے اور اس کو روکے رکھے آگے سے اس کو اللہ کی حفاظت اور عصمت اپنے روبرو کئے ہوئے ہے وہ معلوم کرتا ہے اس حفظ کو اور جانتا ہے کہ اگر اس سے الگ ہوا تو پھر جہنم میں ٹھکانا ہے اور وہ موافق اس کے محقق بعلم الٰہی ہے اور سوا اس کے واسطے تدلّی مقابل عوام کے جس کا کمال ایمان بالغیب ہے اور حفاظت کرنے والی شریعت اور یقین بواسطہ خبر کے اور مخبر صادق کا انقیاد پورا پورا اور اس سے محبت صادق پس یہ دونوں ایمان کی قسمیں فرد کے واسطے محقق ہیں لیکن جب پہلے قسم کے ایمان کے نور چمکتے ہیں تو دوسری قسم کے ایمان کے نور چھپ جاتے ہیں اور میں ایک رات تہجد پڑھتا تھا حرم میں انوار ایمان علی بینہ کے چمکے

اور غالب آگئے اور میں متحیر ہوا میں نے سوچا کہ ایمان بالغیب ہے تو نہ پایا اس کو پھر سوچا
میں نے تو اسے نہ پایا یہاں تک کہ معلوم ہوا میں حسرت کرتا ہوں اور افسوس پھر کچھ دیر
میں نہ ظاہر ہوا یہ ایمان اور نہ مجھے اطمینان آگیا تو اسے غور کرو۔

تحقیق تشریف بہت اولیاء کو الہام ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے تکلیف شرعی
معاف کی تمھیں اختیار ہے عبادت چاہے کرو چاہے نہ کرو حضرت قبلہ والد صاحب نے
اپنی حکایت بیان کی مجھ سے کہ ان کو بھی یہ الہام ہوا اور انہوں نے اللہ سے دعا کی کہ مجھ
پر شرع کی تکلیف قائم رہے اور انہوں نے سوا شرع کے نہ اختیار کیا ان کا مذہب نہ
تھا تکلیف شرعی معاف ہونے کا کسی سے جب تک عاقل بالغ ہو کوئی میں نے انھیں
دیکھا الہام کو بھی حق جانتے تھے اور اپنے مذہب کو بھی حق اور اس کی تطبیق میں متحیر تھے
اور جناب عموی صاحب نے اپنا حال بیان کیا کہ ان کو الہام ہوا کہ تکلیف شرعی معاف کی
اگر جہنم سے ڈر کر عبادت کرو تو ہم نے تم کو دوزخ سے نجات دی اور جنت کے واسطے
عبادت کرو تو ہم نے جنت کا وعدہ کر لیا تم کو داخل کریں گے اور ہماری رضا کو عبادت
کرو تو ہم راضی ہیں کبھی غصہ نہ کریں گے تو انہوں نے عرض کیا کہ یا الٰہی میں تیری عبادت
کسی شے کے لئے نہیں کرتا سوا تیرے اور وہ قدس سرہٗ مائل تھے اس طرف کہ کاملوں سے ساقط
ہو جاتی ہے تکلیف اور اللہ تعالیٰ قائم کر دیتا ہے ان پر فرمان و شریعت ان کے بے اختیار
کے اور ایسا ہے بہت اولیاء اللہ سے روایت کیا گیا ہے اور میرے نزدیک اس میں
یہ بھید ہے کہ انسان جب منتقل ہوتا ہے ایمان بالغیب سے اس نوامیس سے ایمان علیٰ
بیّنۃ کی طرف اور پاتا ہے اس عبادت اور نوامیس کو اپنے دل میں مثل بھوک اور پیاس
کے جس کے ترک پر قادر نہیں اور کچھ معنی نہیں اس سے علاقہ تکلیف کے اس لئے کہ وہ
تو اس کی جبلّت ہے جس پر وہ پیدا ہوا برابر ہے کہ یہ سرّ اس پر واضح ہو کھلا کھلا یا مجمل ہو کر
اس کے باطن پر ترشح ہو اس سے خطاب اللہ تعالیٰ کا کہ مطلوب اس کا یہ حالت اجمالیہ اور
تفصیلیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے تکلیف ساقط کی اور اس نے بعد اس کے تکلیف
شرعیہ کو اختیار کیا اپنے قصد اور اختیار سے اور میرے نزدیک ان امور کی مثال خواب
کی مثال ہے۔ کہ تعبیر کی حاجت ہے اور تعبیر اس الہام کی حاصل ہونا اس مفاد کا ہے جو الہام کا مطلوب ہے۔ اور میرے نزدیک
حق یہ ہے کہ الہام سب حق ہیں۔ لیکن بعض ان میں سے زبان خاص سے اور مطلوب معلوم سے فائض ہیں اور بعضے انکے حکم حاکم وقت میں پہلے

متبع موافق بعض مقام کے ہیں کہ ان کا تابع ہو اور دوسری قسم تبع مطلق ہیں اور بعض الہا
تعبیر کے محتاج ہیں تو ضرور ہے ان میں استنباط کامل معرفت والے شخص کا اور بعض
الہام محتاج تعبیر کے نہیں پس غور کرو۔

مشہد ہشتم

تحقیق شریف جاننا چاہیئے کہ جب ارواح اجسام سے جدا ہوتی ہیں تو بہت
چیزیں قوت بہیمیہ کی مضمحل ہو جاتی ہیں اور قوت ملکیہ مستقل ہو جاتی ہیں جو حاصل کیا تھا کمال اور
یہ کمال کئی وجہوں پر ہے ان میں سے ایک نور اعمال ہے اور یہ اس لئے کہ جب ملکیت بہیمیہ
کو الہام کرتی ہے کہ کوئی عمل نیک اعمال سے کرے تو مطیع ہو جاتی ہے بہیمیہ تمام اس کے تصرف
میں ملکیہ کو خوشی ہو جاتی ہے اور بہیمیہ کو حاصل ہوتی ایک ہیئت مناسب ملکیہ کی اور یہی اس
کا نہایت کمال ہے اور جب یہ امر کئی بار ہوتا ہے تو جوہر ملکیہ میں کمال حاصل ہوتا ہے اور
اور جوہر بہیمیہ میں اور اس نفس کے واسطے یہ خلق عادت ہو جاتا ہے اور دیدن اور جبلت
ایسی کہ کبھی ابد تک جدا نہ ہو اور ایک ان سے نور رحمت ہے یہ اس لئے کہ انسان سے
اللہ راضی ہوتا ہے اور اس پر رحمت کرتا ہے اس لئے کہ وہ انسان اور لوگوں کی سختی دور
کرے سب کی یا اس لئے کہ وہ سبب ہوتا ہے اس کے پورا ہونے کا جو اللہ نے خلقت
پر تدلی کرنے سے چاہا ہے یعنی ہدایت اور نور کی اشاعت یا واسطے ہونے کے اس نفس
کے معدود شمار تدلی میں کہ یہ نفس التفات کرے اور مرتفع ہو ہمت کی کوشش سے طرف
تدلی کے اور داخل ہو اس میں پس جب اس میں یہ تینوں وجہ جمع ہوئیں یا ان میں سے
ایک تو اللہ کی رحمت شامل ہوتی ہے اس وقت اس نفس کے انشراح ملکی ہوتی ہے
اور خوشی اور بعض ان سے یہ ہے کہ جب انسان نے اپنے رب کے جلال کو یاد کیا یا
لفظوں سے یا خیال سے جیسا اشغال قلبی کا طریقہ ہے یا وہم جو جبروت کے حاکے ہو اور
وہی ہے جسے اہل زمانہ یادداشت کہتے ہیں تو حاصل ہوتا ہے نفس کو اور دوست ہو جاتا
ہے اس کا ملکہ بسیطہ اور رنگ جبروتی اور بہت لوگ اس کو کہتے ہیں نور یادداشت
اور ان میں سے ہے نور احوال اور یہ اس لئے کہ نفس جب ہو جاتا ہے ان میں سے جو تیز
رو ہیں واسطے بدلنے حال خوف و رجا اور قلق اور شوق و انس و ہیبت و تعظیم وغیرہ کے

دوست ہوجاتی ہے اس کے جوہر کی صفائی اور رقت قوام جب وہ روح جسم سے جدا ہوئی اور اس کو گھبرانہ لیا ارادوں متجددہ نے تو اس میں منطبع ہوجاتے ہیں رنگ اسمائے الٰہی کے اور اس کو حاصل ہوتی ہیں لطافتیں کثیرہ اور وہ خوش ہوتی ہے ہر لطافت میں پس یہ احوال اکثر ارواح کا ہے اور ان نوروں سے ہوجاتی ہے مانندہ ایک آئینہ کے جو دھوپ میں رکھا ہو اور چمکتا ہو روشنی آفتاب سے یا مانند ایک حوض پانی سے لبریز کے جس پر آفتاب چمکتا ہو اور ہوا ٹھہری ہوئی ہو اور دوپہر کا وقت ہو اور وہ پانی نور آفتاب سے منور ہو پس جب تم نے سمجھ لیا یہ جو ہم نے کہا تو جان لو کہ جب میں نے زیارت کی شہدائے بدر کی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور میں ان کے مزاروں کے گرد کھڑا ہوا تو ان کے مزاروں سے یکبارگی میری طرف نور چمکا ایسا نور کہ جیسے ان آنکھوں کے آگے ہے یہاں تک کہ میں تردد میں تھا کہ ان آنکھوں سے دیکھتا ہوں یا روح کی آنکھوں سے پھر سوچا میں نے کہ یہ کونسا نور ہے تو معلوم کیا کہ یہ انوار رحمت ہیں اور جب میں نے زیارت کی اس مزار کی جو ابوذر غفاری کا مشہور ہے رضی اللہ عنہ وادی صفراء میں حقیقت حال خدا خوب جانتا ہے جب میں بیٹھا گرد اس مزار کے اور متوجہ ہوا ان کی روح کا تو مجھے معلوم ہوا ایک چاند تیسری شب کا میں نے سوچا تو وہ نور اعمال و نورِ رحمت دونوں جمع تھے مگر نور رحمت کا غالب اور بہت ظاہر تھا اور اس سے پہلے مکہ مبارکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مولدِ مبارک میں تھا میلاد شریف کے روز اور لوگ جمع تھے درود شریف پڑھتے اور بیان کرتے تھے وہ معجزے جو وقت ولادت کے ظاہر ہوئے تھے اور وہ مشاہدے جو نبوت سے پہلے ہوئے تھے تو میں نے دیکھا کہ یکبارگی انوار ظاہر ہوتے ہیں نہیں کہتا کہ ان آنکھوں سے دیکھا اور نہ کہتا ہوں روح کی آنکھوں سے فقط خدا جانے کیا امر تھا ان آنکھوں سے دیکھا یا روح کی میں تامل کیا تو معلوم ہوا کہ یہ نور ان ملائکہ کا ہے جو ایسی مجلسوں پر موکل ہیں اور اسی مشاہدہ پر اور میں نے دیکھا کہ انوار ملائکہ اور انوار رحمت دونوں ملے ہوئے ہیں۔

مشہد نہم ۹

جب میں داخل ہوا مدینہ منورہ میں اور زیارت کی روضۂ مقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی آپ کی روح مبارک و مقدس کو دیکھا ظاہر اور عیان نہ فقط بیچ عالم ارواح کے بلکہ ان آنکھوں سے قریب قریب تو میں نے معلوم کیا کہ وہ جو لوگ کہا کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز میں اور آپ کی امامت لوگوں کی نماز میں اور ایسی باتیں وہ یہی دقیقہ ہے اور اسی طرح اکثر لوگ کوئی بات زبان پر نہیں لاتے مگر جو ان کی ارواح پر ترشح کرے کسی علم سے تو ہوتی ہے وہ حقیقۃً یا اس کی صورت پھر ایک اس کو بیان کرتا ہے دوسرا قبول کر لیتا ہے اور وہ ادراک اجمالی اور تعبیر استنتا ہے وہ اور وجد سے اس کی تائید کرتا ہے اور چوتھا اور صورت مناسبہ اسی طرح اور یہاں تک کہ اس امر پر ایک جماعت متفق ہو جاتی ہے اور ان کا اتفاق ایسے امروں میں مہمل نہیں ہے پس حقیر نہ سمجھ اکثر کے مشہورات کو لیکن اس میں غور کر کہ جو ان کی زبان پر آیا اس کا اسرار کیا ہے پھر متوجہ ہوا روضہ مقدسہ بلند کی طرف بار بار تو ظہور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لطافت در لطافت میں کبھی تو فقط صورت عظموت وہیبت میں اور کبھی صورت جذبہ و محبت میں اور انس و انشراح میں اور کبھی صورت سریان میں کہ میں خیال کرتا تھا کہ تمام فضا بھری ہوئی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مقدس سے اور روح مبارک موجیں مار رہی ہے مانند ہوائے تیز کے یہاں تک کہ دیکھنے والا اس کے تموج کو دیکھ کر عنقریب ہے کہ اپنے تئیں بھول جائے سوائے اس کے اور لطافتیں آخر میں نے دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر امور میں اسی صورت مقدس میں جس میں آپ تھے بار بار باوجودیکہ میری کمال آرزو تھی کہ روحانیت میں دیکھوں جسمانیت میں نہ دیکھوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مجھ کو دریافت ہوا کہ آپ کا خاصہ ہے روح کو صورت جسم میں کرنا صلے اللہ علیہ وسلم اور یہی بات ہے جو آپ نے فرمایا ہے کہ انبیاءؑ نہیں مرتے اور نماز پڑھا کرتے ہیں اپنی قبروں میں اور انبیاءؑ حج کیا کرتے ہیں اپنی قبروں میں اور وہ زندہ ہیں اور جو جو فرمایا ہے اور جب میں نے آپ پہ درود پڑھا جب ہی مجھ سے خوش ہوئے اور انشراح فرمایا اور ظاہر ہوئے اور یہ اس واسطے کہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں۔

مشہد دہم

جب تیسرا روز ہوا میں نے آپ پر سلام پڑھا اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق

رضی اللہ عنہما پر پھر عرض کیا یا رسول اللہ عنایت ہو ہم کو کچھ اس میں سے جو اللہ نے آپ کو دیا ہے ہم آپ کی عطا کے شوق میں آئے ہیں اور آپ رحمۃ للعالمین ہیں تو آپ نے میری طرف کمال التفات کیا یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ گویا چادر مبارک کے دامن سے لپیٹ لیا اور اوڑھا لیا خوب اچھی طرح اور ظاہر کئے مجھ پر اسرار اور پہنوائے مجھ سے خود اور امداد کی مجھ کو امداد اجمالی بہت بڑی اور بتایا مجھ کو کہ کس طرح آپ سے اپنی حاجتوں میں مدد چاہوں اور کس طرح وہ جواب دیتے ہیں جب آپ پر کوئی درود پڑھے اور کیسے خوش ہوتے ہیں جو آپ کی مدح میں کوشش کرے یا آپ سے الحاح کرے پس دیکھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ اپنے جوہر روح اور دیدن نفس وجبلت وفطرت کے سبب ہو گئے مظہر تدلی سے ایسے جو تدلی عظیم اور منبسط ہے جہت بشر پر جس میں ظاہر اور مظہر کی تمیز نہیں ہوتی اور یہی تدلی عظیم ہے وہ جو صوفیہ کی رائے میں حقیقت محمدیّہ ہے اور اسی تدلّی سے مراد ہوتے جو کہتے ہیں قطب الاقطاب اور نبی الانبیاء اور کنہ اس کا ہے ظہور اس تجلی کا بشریت میں جب منعقد ہوتی ہے کوئی حقیقت مثال میں متوجہ خلقت کی طرف تو اس کا نام حقیقت محمدیّہ رکھا جاتا ہے اور قطب اور نبی اور وہ اس سے متحد ہوتی ہے جو بھیجا جائے خلقت کی طرف جب وہ امر ہو چکتا ہے اور وہ مبعوث متوجہ ہوتا ہے رحمت رب کی طرف اور خلقت کی طرف پیٹھ کرتا ہے جدا ہو جاتی ہے اس سے مگر سردار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو داخل تھے اصل بعثت سے اس امر میں کہ قیامت کے دن شہید ہوں اور شفیع ہوں گناہگاروں کے اللہ کے لطف سے اور ظاہر ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ ہمت عظیم کہ شمول رحمت کے مقتضی ہے ان پر اور ملکیتہ حاصل کرنے کو بہیمیۃ سے توکہ ہو رحمت الٰہی کے واسطے آپ کا وجود معتد نسبت ان لوگوں کے اور یہ ایسا ہے جیسے قوتیں تناسل کے بقائے نوع کے واسطے اور اسی طرح خلقت ہر نوع میں اس چیز کے جو اسے مفید ہو بر وقت پیش آنے حادثہ کے ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہیں خلقت کی طرف اور منہ کئے ہوئے ان کی طرف اسی واسطے سب نبیوں سے حق دار زیادہ ہیں واسطے حلول اس حقیقت مناسبہ کے اپنی میں اور اس کے اتحاد سے اپنے ساتھ اس حیثیت سے کہ ظاہر اور مظہر میں تمیز نہیں گویا کہ وہ بعینہ وہ ہے

حقیقت ہیں کہ جدائی ہی نہیں اور یہ بھی ایک معنی ہیں اس بیت مشہور کے ؎

اقلت شموس الاولین وشمسنا ابدًا علیٰ افق العلے لاتغرب

تو اتحاد اس کا اس حقیقت سے میں نے اپنی روح کی آنکھ سے دیکھا اور اس کا سبب اور میں نے معلوم کیا اسے اور دیکھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قائم ہمیشہ اسی حالتِ واحدہ پر کہ وہاں سے نہیں ہٹتا ان کو ارادہ متجددہ اور نہ کوئی داعیہ کسی شئی کا ہاں جس وقت آپ متوجہ ہوتے ہیں خلق کی طرف تو نہایت قریب ہوتے ہیں کہ انسان اپنی کوشش ہمت سے عرض کرے اور آپ فریادرسی کریں اس کی مصیبت میں یا اس پر برکتیں فائض فرمائیں ایسی کہ وہ خیال کرے کہ آپ صاحب ارادات متجددہ ہیں جیسے کوئی شخص مظلوموں محتاجوں کی فریاد ہی میں مصروف ہوا اور میں نے غور کیا اگر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مذاہب فقہ میں کس مذہب کی طرف مائل

ہیں کہ میں بھی وہ ہی مذاہب اختیار کروں تو معلوم ہوا کہ سب مذہب آپ کے نزدیک برابر ہیں علم فروع ایک حالت میں نہیں آپ کی روح مبارک کے دیدن سے آپ کی جواہر روح میں علم فروع کی اصل ہے وہ کیا عنایت حق کی نفوس بشر پر ان کے اعمال واخلاق کی جہت سے اور اس کی اصلاح اور اصل یہ ہے اور اس کی فرع اور صورتیں ہیں مختلف ہوتی ہیں وقت اختلاف زمانہ کے پس داخل جواہر روح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ اصل ہے اسی واسطے آپ کے نزدیک سب مذہب برابر ہیں ایک سے دوسرا جدا نہیں معلوم ہوتا اس لئے کہ ہر مذہب محیط ہوتا ہے اس شئی کا جو واجب ہے امہات فقہ دین محمدی میں اگرچہ مختلف ہو پس اگر کوئی متبع ایک مذہب کا نہ ہو مذہبوں سے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نسبت ناراض نہیں مگر اس صورت میں جب دین میں اختلاف اور جنگ وجدال اور فساد کا موجب ہو لوگوں میں آپس میں اور یہ امر آپ کے نہایت غصہ کا موجب ہے اور واجب ہے آگاہ کرنا اس کے بعد ایک نکتہ سے وہ یہ ہے کہ بعض آدمیوں کے ذہن میں یہ ہوتا ہے کہ وہ مذہب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہے اور وہی مذہب حق اور مطلوب ہے پھر اس میں قصور ہو جاتا ہے تو اس کے اعتقاد میں جم جاتا ہے کہ میں نے قصور کیا اللہ اور رسول کا پھر حاضر ہوتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں اور دیکھا ہے اپنے میں اور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دروازہ بند ایسا کہ کھلتا تو کہتا ہے کہ یہ عتاب ہے آپ کا صلی اللہ علیہ وسلم میری تقصیر سے اور تحقیق یوں ہے کہ وہ حاضر خود ہے ایسا ہوا ہے کہ سینہ مخالفت سے بھرا ہوا ہے اور رکاوٹ سے پس بند ہوا ہے دروازہ فیض کا قابلیت نہ ہونے سے اور کبھی گمان کرتا ہے انسان کہ تقلید کو چھوڑنا شرع کی پیروی کا چھوڑنا ہے اور تابعداری نہ کرنی ہے اللہ کے حکم کی اور تقلید کے سوا کوئی طریقہ مضبوط نہیں پس اس سے نکلنا اس کے نزدیک برابر ہے شرع کے انقیاد سے نکلنے کے اس سبب وہ جانتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر عتاب ہے اور ایسے ہی ایسے شبہ بہت ہیں کہ طالب کے دل میں آتے ہیں اور یہ بھی ضرور ہے آگاہ کرنا کہ جب لوگ مدینہ منورہ میں داخل ہوتے ہیں اور وہاں کے لوگوں کے اعمال اپنے نزدیک بُرے دیکھتے ہیں یا وہ اعمال نفس الامر میں بُرے ہوتے ہیں تو ان سے بغض اور کینہ رکھتے ہیں پھر جب روضہ مقدسہ میں حاضر ہوتے ہیں اور ادھر متوجہ ہوتے ہیں اور صفائی کا وقت آتا ہے اور خلوص کا تو اس کینہ سے تلخی ٹپکتی ہے ان کا حال مکدر ہو جاتا ہے خبردار خبردار اس سے بچنا کہ اس نورِ اتم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے امر رد کرتے ہیں۔ اور میں نے دیکھا کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عظموت کا لباس اور تشبہ بالجبروت کا پہنے ہوئے اور آپ کی بہت لطافتیں ہیں موافق شمار آپ کے کمالات کے اور لوگوں کا متوجہ ہونا اپنی استعدادوں کے موافق اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مجلس میں میری اجمالی امداد فرمائی کہ تفصیل اس کی مجددیت اور وصایت اور قطب ارشادیت ہے اور مجھ کو قبولیت عطا ہوئی اور کیا مجھ کو امام اور اچھا فرمایا میرے طریقہ اور مذہب کو اصلاً و فرعاً لیکن سب کے واسطے نہیں بلکہ واسطے خاص لوگوں کے جن کی فطرت میں تحقیق ہے اس شرط پر کہ وہ سبب اختلاف اور زدوکشت کا نہ ہو اس نکتہ سے واجب ہے آگاہ ہونا اسے جو ہمارا مذہب اختیار کرے اصلاً و فرعاً پھر میں نے چاہا کہ دریافت کروں آپ سے مسائل مبادی وجود اور مراتب وجود اور فنا اور بقا تو میں نے دیکھا کہ آپ بالکل متوجہ ہیں اس تدلی مذکور کی طرف جب میں چاہتا تھا کچھ پوچھوں تو میرا استغراق آپ کی کیفیت حال میں مجھ کو روک دیتا تھا اور مجھ کو سکھایا آپ نے کہ آپ کے روبرو بیٹھوں اور اپنے رب سے سوال کروں اس زبان سے جو ملاءِ اعلیٰ کی طرف ہے پھر مجھے نور نے لپیٹ لیا

پھر سوال کیا پلیٹ لیا پھر سوال کیا غرض اسی طرح پھر اس وقت مختلف ہو گیا میرا سوال اور آپکی ہمت بلند پھر تیر نشانہ پر پہنچ گیا اور دیکھا میں نے آپ کو قرار کئے ہوئے ایک حالت پر صورت کریمہ کے حفظ پر اور اس کی تدلی مذکور کے ظرف ہونے پر خلقت کی طرف متوجہ پہنے ہوئے لباس عظموت کا کہ اس میں قبول اور جذب ہے اور الفت بے شمار کہ اس کی انتہا نہیں دریافت ہو سکتی جس وقت متوجہ ہو آپ کی طرف کوئی انسان کوشش ہمت سے اور میری مراد انسان عالی ہمت ہے فقط نہیں بلکہ کوئی ہو مشتاق کسی شئے کا ہو اور آپ کی طرف متوجہ ہو اس شئے کے قصد سے اور شوق سے تو آپ تدلی کرتے ہیں اس کی طرف اور یہ ہی ردّ سلام اور اجابت درود یعنی حاصل ہوتی ہے بسبب اس توجہ کے ایک حالت کہ شبیہ ہے قصد متجدد سے۔ اور میں بتاؤں تجھ کو ایک سر عظیم وہ یہ ہے کہ حکمت اس نسمہ مبارکہ کی ظرف بنانے میں واسطے تدلی کے یہ ہے کہ اللہ کا بہت قرب ہوا اہل زمین سے اور جو ان سے نیچے ہیں اور یہ بھی ہے کہ یہ جود تمام نہ ہوتا تھا مگر واسطے اسی نسمہ کے اور دیکھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت خوش ہوتے ہیں اس شخص سے جو آپ پر درود پڑھے اور آپ کی مدح کرے اور میں نے دیکھا آپ کو ظاہر فیض صحبت پہنچانے والا مانند مشائخ صوفیہ مجلس اذضت میں اور میں آپ کے حضور میں ہوں اور یہ سب جو میں نے بتایا ایک مشہد ہے مشہدوں میں سے اور بھائی محمد عاشق کو خوب معلوم ہے ایک سر عجیب میں یقین کرتا ہوں کہ حق کی طرف سے ہے وہ یہ کہ حج ایک پورا کمال ہے اور کمالوں سے اور اسی واسطے حاجیوں کے دل میں بہت خوشی ہوتی ہے اور اس مسئلہ کا سر یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا وصول ہے تو کمال ہے اور جب تدلی کی اللہ نے خلقت کی کعبہ شریف کے قائم کرنے سے اور اس کو شعائر اللہ سے ایک شعار بنایا تو کعبہ شریف کا وصول اللہ کا وصول ہوا بحسب مسافت اور وصول الی اللہ ہے بہت وجہوں پر لیکن وصول بالمسافت حج سے منتہی ہوا واللہ اعلم۔

مشہد یازدہم

میں نے سوال کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث شریف کے معنی جو آپ نے فرمایا ہے کہ ابھی آدم علیہ السلام آب و گل تھے کہ میں نبی تھا اور میرا یہ سوال زبان مقال

سے نہ تھا اور نہ دل کے خطرات سے بلکہ اس بستر کے شوق و آرزو سے میری روح بھری ہوئی تھی پھر میں چمٹ گیا اس جناب سے بہت اپنی طاقت کے موافق پھر میں بھر گیا اس جناب سے ساتھ صورت مثالی کے پس آپ نے دکھائی صورت مبارک مثالی جو پہلے عالم اجسام کے پائی جاتی ہے پھر دکھائی مجھ کو کیفیت اس عالم میں آنے کی عالم مثال سے اور دکھائی مجھ کو صورتیں انبیائے مبعوثین کی کہ کس طرح ان پر افاضہ ہوئی نبوت حضرت تدبیر سے مقابل اس کے جو ملے آپ کو عالم مثال میں اس حضرت سے اور دکھائیں مجھ کو صورتیں اولیاء کی اور جس طرح ان کو ملے علم اور معرفت بعد اس کے تو مجھ کو حال معلوم ہو گیا اور ظاہر ہو گیا اور میں ظرف بن گیا اس چیز کا جو ملا صورت مثالیہ سے اور میں نے جان لیا جو آپ نے اس افاضہ میں چاہا۔ میں اب بیان کرتا ہوں تم سے جو میں سمجھا جاننا چاہیئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی تدلّی عظیم خلق کی طرف متوجہ ہے اسی سے سب ہدایت پاتے ہیں اور اسی کی التجا کرتے ہیں اور اس تدلّی کی ہر ایک دراز زمانہ میں شان ہے کہ خلقت کی طرف ظہور کرتی ہے ایک بعد ایک کے اور جب ظاہر ہوتا ہے کوئی ظہور تو عالم میں اس ظہور کا ایک عنوان ہوتا ہے وہی رسول بھیجا گیا ہوتا ہے خلقت کی طرف اللہ کے امر اور نہی شریعت کے ساتھ تو وہ رسول اور وہ احکام عنوان ہیں اور وہ ظہور حقیقت جب کوئی ظہور ہوتا ہے تو لوگوں میں علم اور معرفتیں مناسب اس ظہور کے ہوتے ہیں اگرچہ لوگ نہ جانیں کہ وہ فائض ہیں اس ظہور سے اور اس کے مناسب ہیں اور جن پر یہ علم ظاہر ہوتے ہیں اور معرفتیں اگر وہ ایسے لوگ ہیں کہ کلام رسول سے استنباط کر سکتے ہیں تو ان کو احبار کہتے ہیں اور رہبان کہتے ہیں اور اگر وہ لوگ ایسے نہیں ہیں اور ان کی ہمت ہے علم حاصل کرنا اللہ تبارک و تعالیٰ سے تو وہ لوگ حکمائے۔ محدث اہل حکمت ربانی ہیں تو دونوں فرقے اس ظہور سے علم حاصل کرتے ہیں۔ اس بات کو جانیں یا نہ جانیں اور یہی بڑا احسان ہے نہ اخبار رسول کو کہ اس کو کوئی قوم سنتی ہے کوئی نہیں سنتی تو جب اللہ نے چاہا کہ آدم علیہ السّلام کو پیدا کرے کہ وہ نوع بشر کے باپ ہوں تو آدم علیہ السّلام کے پیدا کرنے کا ارادہ بیشک سب نوع بشر کے پیدا کرنے کا ارادہ ہے ارواح بشریہ نے حرکت کی مثال مناسب کی طرف ساتھ اجسام کے تو پیکر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت ممکن ہوئے اپنی ذات کی رو سے منطبق

ہونے کو اس تدلی کے موافق ظہورات ہیں پس منطبق ہو گئی اس پر از روی تشبیہ کے جیسے کلی
منطبق ہوتی ہے جزئی پر اور یہ سب اللہ تعالی کی سابق عنایت سے ہے ان پر اور لوگوں
پر تاکہ پایا جائے ایسا مددگار کہ معد ہو فیضان رحمت خدا کا حشر کے روز اور ان کی
شریعت کے منعقد کرنے والا اور واسطے ہٹا دینے کے ان سے امراض فاسدہ۔
جب ان کو اس کی حاجت ہو بہت سخت حاجت پس یہ معنی ہیں آدم سے پہلے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے کی پھر جب موجود ہوئے اشخاص بشری اور
اور ان کے طریقے مختلف ہوئے کوئی افراط کرنے والا کوئی تفریط کرنے والا تو تدبیر
الہی نے چاہا تو منطبق ہوئی تدلی ان شخصوں میں سے ایک شخص پر اور وحی ہوئی اس
پر جس میں اس کی قوم کی صلاح ہوئی ان کی درستی کرے کہ اور ظہور کیا اس کے بعثت
سے ایک برزہ نے پس جز این نیست کہ منطبق اس شخص پر اس تدلی سے وہی وجود بشری
ہے اور بیشک وہ مثال میں حکایۃً تھا تاکہ مستعد ہو وہ واسطے اس کے پس افاضہ کیا
جاتا ہے وہ جس کی استعداد رکھتا ہے مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اسی
وقت منطبق تھا حکایۃً نہ تھا پھر جب ظاہر ہوئے آنحضرت خارج میں تو ظاہر ہوا برزات
تدلی سے ایک برزہ اور وہ برزہ مشتمل تھا قوت مثالیہ پر اس برزہ نے لباس مثال کو
پہنا اور درست اور سدید کر دیا آفاق کو اور پہلے تدلی کا بروز نہ تھا مثال کے لباس
میں اگرچہ نفس مثال موجود تھا اور تحقیق میری مراد یہ ہے کہ مثال نہ تھی بحسب بروز اس
تدلی کے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درمیان اللہ اور خلقت کے لیکن بعد میں
پر ہو گیا جو اور سب آسمان اور زمین ہیکل مثالی تدلی سے پھر جس کو حاصل ہوا علم یا معرفت
یا حال آتی یا کمال اس کا ماخذ قریب یہی ہیکل مثالی ہے وہ جانے نہ جانے پس ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
خاتم النبیین اور منقطع ہو گی آپ کے بعد نبوت اس لیئے کہ حقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی جبکہ مبعوث مانند عنوان کے تھی نبوت کی وہ یہی برزہ مثالیہ مستظہرہ تھا جب
تم نے یہ بات سمجھ لی تو تم کو معلوم ہو گیا کہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں اور خاتم النبیین ہیں اور
سب انبیاء کو فیض اس تدلی سے ہوا اگرچہ وہ عالم اجسام میں تھے اور تحقیق اولیاء نے
حاصل کیا فیض برزہ مثالیہ سے کہ وہ حقیقت بعثت ہے آنحضرت کی اور مجھ کو تمیز نہیں
ہوا کوئی ان اشخاص میں سے اس راز کے مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کہ ان کی نبوت عالم روح

میں منعقد ہوئی ساتھ انعقاد ضعیف کے انعقاد نبوت ہمارے نبی صلی علیہ وسلم سے پس ظاہر ہوا تدلی ساتھ بعثت برزہ روح ابراہیم علیہ السلام سے ضعیف ظہور برزہ مثالیہ بعثت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اسی واسطے نہ ہوا کوئی کامل نبی اور نہ محدث مگر ان کی ملت میں اور نہ منقطع ہوئی نبوت پھر جب آئے ہمارے نبی تو ظاہر ہوا برزہ مثالیہ بہت روشنی اور منقطع ہوگئی نبوت اور افاضہ ہوئے علوم اور معرفتیں اچھی طرح اس واسطے کہ وہ اکثر ہیں منعقد تھے مثال۔

تحقیق شریف اگر تم پوچھو کیا حکمت ہے کہ زمانہ سابق میں حضرت آدم علیہ السلام کے بعد لوگ کند ذہن وسرد طبع وبہائم سیرت ہوئے کسی نے ارتفاقات کا استنباط نہ کیا مگر قلیل آدمیوں نے اور نہ علوم محاضرت ان کو حاصل ہوا طبیعی اور الٰہی مگر شاذ و نادر کو باوجودیکہ عمریں بڑی پائیں اور فکر وخوض بہت کئے پھر اولاد حضرت ابراہیم السلام کی تھوڑی تھوڑی بڑھتی گئی یونان وروم وفارس وبنی اسرائیل اور مغرب اور عراق اور عرب میں یہاں تک کہ پیدا ہوئے ہمارے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر تو علوم کے دریا رواں ہوگئے اور ان سے علوم حکمیہ کے چشمے جاری ہوئے اور فنون ادبیہ اور محاضریہ اور علوم شرعیہ ایسے کہ جن کی انتہا ہے نہ حد تو اس کا یہ سبب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ایک تدلی عظیم ہے جس سے آسمان اور سب زمینیں پُر ہیں اور اسکی حقیقت یہ ہے کہ شخص اکبر نے جب اپنے رب کو پہچانا جتنا اس کی معرفت کا حق تھا اور اس کا تصور جیسا چاہیئے ویسا کیا اس شخص اکبر کے تصور سے اس مدرکہ میں منتقش ہوگئی ایک صورت عمدہ کہ یاد دلائی اللہ تبارک وتعالیٰ کی عزت اور جلال اور جب تک شخص اکبر ہے تب تک یہ صورت دائم ہے اور اللہ تعالیٰ کو یاد دلاتی ہے بہت اچھی طرح اور بہت موافق ہے نفس الامر کے پھر جب پیدا ہوئے عناصر اور افلاک طبیعت کلیہ محفوظ تھے اس صورت میں اس طرح جیسی طبیعت ارضیہ محفوظ ہے معدن اور نبات اور حیوان اور انسان میں اور ان کے خواص اور مقتضیات اور قوای بھی محفوظ ہیں ساتھ انحفاظ اپنے نفس کے پھر جب پائے گئے معادن اور نباتات اور حیوانات اور انسان تو تھیں طبائع عناصر وافلاک محفوظ ان میں اور نہیں یہ مگر مانند مرایا کے واسطے ظہور خواص اور حرکات افلاک اور عناصر اور اس کے طبائع کے اور تھی طبیعت کلیہ مع

اپنی قویٰ کے افلاک وعناصر میں محفوظ تو ہر فرد انسان کے اصل دل اور جوہر نفس اور بنیاد تحقیق میں اپنی رب کی معرفت تھی مگر بہت پردوں اور حجابوں میں اس واسطے کہ لوح نفس انسان سرمایہ ہے واسطے ظہور حکم ہر طبیعت کے طبائع امہات ومولدات سے ہے اور بقدر منتقش ہونے ان صورتوں کے ناقص ہو جاتی ہے صفائی اس لوح نفس انسان کی اور پوشیدہ ہوتا ہے حکم نقطہ تدلّی کا وہ تدلی جو ایک رسی ہے کہ جو اس کو پکڑے اپنے رب کو پہچانے پس وہی حجاب متراکمہ ہیں کہ ایک دوسرے پر پڑے ہوئے ہیں تو جس شخص کو نصیب ہو گیا تنبہ "حقیقت الحقائق" پر اور جان لیا اس نے انفسار تدلّی کا طبیعت کلیہ کی طرف اور اس کے اجزاء کے تو اس کے نزدیک اللہ کے نور کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کمشکوٰة فیہا مصباح المصباح فی زجاجة الآیة اس شخص کے حجاب سب اٹھ گئے اور اس کی روشنی سے روشن ہو گئے اور وہ حجاب اس کو مفید ہو گئے مضر نہ ہوئے اور جس شخص کو نصیب نہ ہوا تنبہ "حقیقت الحقائق" پر اور اس نے نہ جانا اس کے انفسار کو تو اس کے ظلمات کی مثال ایسی ہے جیسے کظلمات فی بحر لجّی یغشاہ موج من فوقہ موج من فوقہ سحاب الآیة۔ جب یہ تمہید ہولی تو جان لینا چاہیئے کہ معدات کے اعداد کی قدر وہ نقط تدلّی کا ظاہر ہوتا ہے۔ اور اسکے آثار ظاہر ہوتے ہیں۔ تو جس قدر اعداد اتم واوفر ہوگا۔ اتنا ہی ظہور اس کا صحیح اور زیادہ ہوگا۔ معدات ملاء اعلیٰ سے اور میری مراد اس سے فقط فرشتے نہیں بلکہ جو نفوس کاملہ کہ اعظم اور اشبہ ہیں ان سے جس وقت اپنے بدن کی کثیف چادریں اتار ڈالتے ہیں اور جب کوئی کاملوں میں سے مر جاتا ہے تو عام لوگ جانتے ہیں کہ وہ عالم سے گم ہو گیا خدا کی قسم یوں نہیں ہے کہ وہ گم ہو گیا وہ گم نہیں ہوا پس ہر سردار بزرگان ملاء اعلیٰ میں سے توفیق دیا جاتا ہے واسطے قطع کرنے حجاب متراکمہ کے اور داخل ہونے اس تدلّی سے پھر داخل ہوتی ہے ایک موج اس تدلّی کی اس نفس کے اندر پس جبکہ تو نفس بھر جاتا ہے اللہ کی معرفت سے پھر عود کرتی ہے وہ موج اس تدلّی کی طرف اس چیز کے کہ قریب ہے نفوس بشریہ محبوسہ فی الاجساد سے واسطے تقریب افاضہ معرفت کے اوپر ان نفوس کے اسی طرح متراکم ہوتی ہے انوار ملاء اعلیٰ کے اور بڑھتا جاتا ہے اعداد ان کا یعنی قریب اعلیٰ کے اور بعض اسفل کے اور بعض ان دونوں کے درمیان یہاں تک کہ یہ ہو جاتا ہے ان نفوس کے ارض کے اور معرفت کے سما کے تو اسی واسطے معرفت نفوس کے آخر

زمان میں بہت جلد ہوتی ہے اس سے پہلے جو تھی اور بہت صریح ہوتی ہے اس سے پہلے جو تھا اور اس دقیقہ کی طرف اشارہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حدیث شریف میں آیا ہے۔ اذا اقترب الزمان لم یکد رؤیا المومن یخطی (ای اذا اقترب من القیامۃ) اور اسی طرح طبیعت عرشیہ میں علوم ارتفاقات انسانیہ کے موضوع ہیں بلکہ ارتفاقات ہر نوع کے بلکہ احکام جمیع نفوس اور انواع کے پس جو کوئی کامل و فائق ہوا استخراج ارتفاقات میں اس نے نہیں سے فیض پایا اور جب راسخ ہو گیا یہ فیض اس کے قلب میں پھر عود کیا اپنے متبع کی طرف تو ظاہر ہوا واسطے اسی طبیعت کے بموجب اس کمال کے تدلّی طرف تمام نفوس بشریہ کے اور آسان ہو گیا منتقش ہونا ان علوم کا پھر جب مرتا ہے وہ کامل و فائق تو گم نہیں ہوتا وہ اور نہ اس کا کمال و فضل اور نہ وہ شرجہ بلکہ سب بحال خود رہتے ہیں ان نفوس کے افراد مُعد ہوتے ہیں بعضے واسطے بعضوں کے اور نسبت انکی بیچ طبیعت انسانیہ متجسدہ فی المثال کے شخص واحد سے ایسی ہے جیسے نسبت قوی اور صور خیالیہ کے تو جیسے مقدمات فکریہ مُعدِ ہوتی ہیں فیضان نتیجہ کی اسی طرح نفوس زکیہ مُعدِ ہوتی ہیں واسطے زکا تمام آدمیوں کی اور یہ معرفت ہمارے قول کے معانی میں سے ایک معنی ہے جو ہمارا قول قصیدہ لامیہ میں ہے اور وہ یہ ہے ؎

شہدت بتداویر الوجود جمیعہا ؛ تدور کما دار الرحی المتمایل

۱۲ مشہد دوازدہم

علی الاجمال جب میں متوجہ ہوا ہوں روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جب ہی آپ کو دیکھا ہے حاضر ظاہر پایا یہ کہ میری روح کی آنکھ کھل گئی ہے تو آپ کو دیکھا ہے جیسے آپ ہیں اور یا میرا نفس متاثر ہوا ہے آپ سے اور یہ اثر حاکی ہے آپ کا سو ایک روز میں متوجہ ہوا آپ کی طرف در حالیکہ میرا نفس شوق سے بھرا ہوا تھا ظہور حقیقت اس شی جس سے میں خاص ہوا یعنی معارف مراتب وجود اور استنباط معارف شرائع قسم در یافت حال نفوس سے تو میرا نفس آپ کے نفس سے ملصق ہو گیا اور پُر ہو گیا ان علموں کی خوشی سے اور ٹھنڈک سے اور ایک روز مجھ پر افاضہ ہوئی نظر حق کی وہ ایک ایسی شی ہے جس سے خصوصیت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کل نبیوں سے بسبب اس شی کے جو

ہم بیان کر چکے ہیں ہیکل تدلی اور اس کا خاص ہونا اور منتقل ہونا ساتھ منتقل ہونے آپ کی طرف ناسوت کی تو ہیں بہت شدت سے متوجہ ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تو میرے نفس میں منطبع ہوا لون اس نظر کا تب پہچانا میں نے کہ گویا میرے نفس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نظر کر رہا ہے اور یقین کیا میں نے کہ اس نظر کے خواص سے ہے کہ ایسا شخص جس مکان میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرے تو اس کی پیروی کرتے ہیں سب آسمان اور سب زمینیں خصوصاً اجزاء زمین کے نیچے تک اور اجزاء جو کے ساتویں آسمان تک بلکہ عرش تک اور وہ جب قرار پکڑے تو قطب ہو جاتا ہے اور میں نے دریافت کیا کہ یہ منطبع ہونا اور انطباعات جیسا نہیں ہے بلکہ داخل ہے جواہر روح و بدن نفس میں اور ایک روز میری طرف ایک ایسا نور ظاہر ہوا جیسا صورت اہل ملاء سافل کے اور میں نے اسے دیکھا کہ وہ روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک چشمہ جوش کر رہا ہے شدت سے ۔۔

مشہد سیزدہم

ایک روز میں نماز چاشت پڑھ رہا تھا نماز گاہِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں درمیان منبر شریف اور روضہ مقدس کے کہ اس وقت ایک اسرار نے تجلّی کی مجھ پر کہ اس کی اصل مستفاد ہوئی کعبہ شریف کی حقیقت اور وہ قرب ہے ملاء اعلیٰ کا اور اصل سب عبادتوں کی اس وقت مجھے دریافت ہوئی مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث شریف سے جو آپ نے فرمایا ہے اما السجود فاجتہدوا فی الدعاء اور جو آپ نے فرمایا ہے بعض صحابہ سے اعنی علی نفسك بکثرۃ السجود پس یہ قرب حاصل نہیں ہوتا مگر ساتھ دعا کے اور تضرع اور زاری اور الحاح اور اطراح کے آگے اپنے مولا کے اس کے دروازہ پر تذلل کرنے اور اس کے آستانہ کے پکڑنے کے اور نہیں حاصل ہوتا جب تک نہ کوشش کرے سجدہ میں دعا کرنے کے اس واسطے کہ سجدہ اس قرب کا کالبد ہے اور ہر کالبد کے واسطے اسکی حقیقت کی طرف ایک ایک شاہراہ ہے اس کے جوہر سے اور رحمت عام جب متوجہ ہوئی انسان کی طرف اور ان افاضہ کا ارادہ کیا تو اس کی خوشبوؤں کا پیش آنا اور اس کے حلول کا متمکن ہونا اور اس کی تحقیق کا آمادہ ہونا مدد ہوا اس رحمت کا اور اس کی مراد کے پورا ہونے کا اور چونکہ سجدہ بہت قریب تھا نفحاتِ رحمت کے پیش آنے کا اس واسطے

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے کثرت سجود کے خصوصاً اور مجھ پر ظاہر ہوئی حقیقت اس حدیث شریف کی جو آپ نے فرمایا ہے ھل تضارون فی القمر لیلۃ البدر قالوا لا قال فکذلک ترون ربکم فلا تغلبن علی قبل طلوع الشمس وصلوۃ قبل غروبھا اور وہ حقیقت یہ ہے کہ قیامت کے دن جو تدلی جلوہ کرے گی وہ وہی ہے جو نمازی کے سامنے نماز پڑھنے کے وقت ہوتی ہے اور وہ وہی ہے جو نماز میں مقاسم اور مجاذب ہوتی ہے بندہ کی لیکن پردۂ بدن انسان کو روح کی آنکھ سے دیکھنے نہیں دیتا اور روح کی آنکھ بدن کی آنکھ پر غالب نہیں آتی تو جب قیامت کا روز ہو گا اور پردہ اُٹھ جائے گا تو روح کی آنکھ مستقل ہو جائے گی اور جسم کی آنکھ پیچھے رہ جائے گی اور عالم آخرت بقایا ہے نشاۃ دنیا کا اور کچھ فرق نہیں روح کی آنکھ سے دیکھنے میں جو دنیا میں افراد کو مل جاتی ہے اور عاقبت میں عام مسلمان دیکھیں گے مگر پردہ کے اُٹھ جانے کا پھر میں نے دیکھا ہر آیت اور ہر حدیث شریف کو ایک دریائے مواج اسرار کا کہ اگر ان میں سے ایک سر بھی لکھا جائے تو بہت جلدوں میں نہ آسکے اور میں نے دیکھے اسرار خفیہ اشارات قرآن شریف اور حدیث شریف میں بہت اور کمال تعجب کیا پھر اس کے بعد جلوہ گر ہوئی مجھ پر تدلی اعظم اس کو میں نے دیکھا کہ اس کی حد ہی نہیں ہے اور میں نے اپنے نفس کو دیکھا غیر متناہی اور معلوم ہوا کہ ایک غیر متناہی مقابل ہے غیر متناہی کے میں وہ سب نگل گیا ایک ذرہ بھر بھی نہ چھوڑا پھر میں رجوع ہوا اپنے نفس کی طرف اور متحیّر ہوا اس کی عظمت اور بزرگی کی وسعت سے پھر وہ تدلی اعظم مجھ سے پوشیدہ ہو گئے تو اس وقت میں نور سے بھرا ہوا تھا جو میرے فوق اور میرے تحت اور میرے دائیں اور بائیں سے پڑ رہا تھا بلکہ میں نے اسے دیکھا کہ میرے قلب اور میری آنکھوں اور میرے ہاتھوں بلکہ تمام اعضا سے نکل رہا اور یہ اس مشہد کے آخر میں تھا۔

۱۴ مشہد چہار دہم

غائب ہو گئی مجھ سے ہیکل مثالی اور جلوہ گر ہوئی مجھ پر حقیقت روح مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک اور مجرد ان لباسوں سے جو پہنے تھے یہاں تک کہ بعضی اجزائے نسمہ سے بھی اور میں نے اس وقت پایا اس کو جیسے کہ پایا تھا پہلے بعضی ارواح اولیائے متقدمین

کو پھر میری روح سے پیدا ہوئی ایک صورت مجردہ اس کی شکل کی اور میں نے مشاہدہ کیا انجذاب و بلندی کو اس قدر کہ زبان اس کے وصف پر قادر نہیں۔

مشہد پانزدہم [۱۵]

استفادہ کیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر وسیع ہو گیا میرا نفس یہاں تک کہ لاحق ہوا میں ان کی وراثت کو واسطے اس برزہ مثالیہ تدلی اعظم کے جو منتقل ہوا ساتھ آپ کے منتقل ہونے کے طرف ناسوت کے اور میں متصل ہو گیا اور پہنچا اور مخلوط ہو گیا اس برزہ سے ایسا کہ تو دیکھے میں ایک کالبد ہوں دو کالبدوں میں سے کہ ایک ان میں کا اتم اور اعم قریب تھا حضرت وجود خارجی سے اور دوسرے کی پہلے سے ایسی نسبت ہے جیسے تخریج کرنے والے مذاہب کے صاحب مذاہب سے کہ وہ قریب ہے حضرت وجود علمی کے اور اس وقت میرا نام رکھا گیا زکی اور اخر نقطا العلم اور اس وقت میں نے جانا کہ جو مخلوط ہو اس برزہ سے اور پہنچے اسے جیسا کہ میں مخلوط ہوا اور فائز ہوا یعنی داخل ہو گیا جوہر روح میں اس کی مانند داخل ہوئی یادداشت کے جوہر نفس میں تو اس پر کھل جاتا ہے وہ نقطہ جس پر انسان مجبول ہوا ہے پس اس کے مقام کے شعبے ہیں مجددیت اور وصایت اور قطبیت اور طریقت کی امامت اور حاصل ہوتی ہے یہ بات کہ ہو جائے کلمہ باقیہ اپنے بعد اور اسرار عمیق پس غور کر اس کو۔

مشہد شانزدہم [۱۶]

میں ایستادہ ہوا روبرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور سلام عرض کیا اور کمال عاجزی سے ہاتھ پھیلائے آپ کے حضور اور اپنی روح کو ملا دیا آپ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک نور چمکا کہ میری روح نے بہت اچھی طرح اس سے ملاقات کی ایک لمحہ بھر کے عرصہ میں یا اس کے قریب تو میں نے بہت تعجب کیا کہ کس قدر جلدی ملاقات کی اور اصل و فرع و تمام اطراف کو محیط رہا ایک آن میں بلکہ ایک آن سے بھی کم میں اور وہ نور ایک تجلی ہے اس حبلِ ممدود کی جس سے تمام عالم بندھا ہوا ہے پس میں نے دیکھا یہ تجلی آپ کے جوہر روح مبارک میں داخل ہے اور اصل اس حبل ممدود کی تدبیر واحد پر فائض ہے اس مبدا اور

سے جس کی تفصیل تمام عالم ہے اور فروع اس جبل ممدود کی وہ تدبیرات تفصیلیہ ہیں جن سے عالم کا قوام ہے اور میں نے دریافت کیا کہ یہ جبل ممدود حقیقت محمدیہ کی حقیقت ہے اور اسی سے ہر قطب محدث اور نبی مکلم کو حصہ ملا ہے واللہ اعلم

مشہد ۱۵ مشہد مقدم

مجھ کو سالک بنایا خود آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ نے تربیت فرمائی میری پس میں اویسی ہوں اور شاگرد ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بلا واسطہ کسی کے اور یہ بات یوں ہے کہ آپ نے اپنی روح مکرمہ مجھے دکھائی اور اس سے مجھے عارف بنایا کیونکہ معرفت مفیض کے افاضہ سے پہلے ہے پس میرے نزدیک آپ کی روح مکرمہ اعرف الاشیاء ہے یہاں تک کہ محسوسات سے بھی پھر پہلے آپ کا سلوک بتانا یہ تھا کہ افاضہ کی مجھ پر تجلیات حق سے ایک تجلی اور وہ ظہور ہے برزخ مثالیہ کا وجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ تجلی میں نے اپنے جوہر روح میں قبول کی اور اس میں مستغرق ہوگیا اور فنا ہوگیا پھر متحقق ہوا اس سے اور باقی ہوگیا پھر افاضہ فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ ایک اور تجلی کہ وہ اصل اس برزخ مذکور کی ہے اور وہ ایک نقطہ فرد اصل افعال حق کا ہے عالم میں اور اصل ہے اللہ کی تدبیرات کا عالم میں اس کو بھی میں نے قبول کیا اور اس میں فنا ہوا اور اس سے باقی ہوا پھر افاضہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری بار میں نقطہ ذات کچھ رنگ جبروت کے ساتھ اس کو قبول کیا میں نے اور فانی اور باقی ہوا میں پھر چوتھی بار افاضہ فرمایا نقطہ منعقدہ روحانیات میں اس سے نہایت مندرج ہے ہدایت میں نے اس کو قبول کیا اور اس سے فنا اور بقا حاصل کی پھر پہنچوایا مجھ کو پانچویں دفعہ نقطہ احوال نسمہ کا اور اسکی کیفیات مقابل میں اس نقطہ روحانیہ کے گویا کہ وہ وہی ہے تو میں نے معلوم کیا جو حاصل کرے اس کو قوی ہو تاثیر اس کی شاگرد پر اور وہ مشابہ ہے عزم اور جرأت کے میری اس سے یہ مراد نہیں کہ عزم کسی شئی کا یا جرأت کسی شئی پر بلکہ نفس عزم اور نفس جرأت میری مراد ہے پس تمام ہوگیا صعود اور ہبوط اور یہ ایک سلوک مختصر ہے کہ مشابہ جذب کے ہے اور بہت مشابہ ہے انبیاء علیہم السلام کے حال سے۔

۱۸

مشہد ہیجدہم

عنایت کیا مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے راستہ کے سلوک کا کالبد بواسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور باعث عطا کا ہوئے آپ کی روح مکرم اور مجھ کو اطلاع دی اس شی کی حقیقت پر جو مجھ کو عنایت ہوئی پس میں نے پہچانا جس قدر حق تھا اسکے پہچاننے کا اور میں نے جانا کہ یہ کالبد ہے اس کے طریق فی السلوک کا نہ عین۔ اور میں تم سے بیان کرونگا کچھ کچھ جو میں نے پہچانا والحمد للہ رب العالمین۔

بیان حقیقت الطریق جان لینا چاہیئے کہ ان اللہ یمن علی من یشاء من عبادہ الاولیاء یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے احسان کرے اولیاء سے تو عنایت کرتا ہے اس کو طریقہ سلوک کا اور کتنے ہی عارف یہ نکتہ جیسا چاہیئے ویسا نہ سمجھنے بسا اوقات اللہ تعالیٰ مطلع کرتا ہے ذکر و فکر پر کہ اس سے سالک فنا و بقا کو پہنچ جاتا ہے اور کہنے لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو سلوک کا طریقہ عطا کیا اور وہ سالک اس قول میں اپنے گمان کے موافق سچا ہے مگر تحقیق یہ ہے کہ ملاء اعلیٰ میں منعقد ہے کہ اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے فوق سماوات سے تو وہ حکم نازل ہوتا ہے ملاء اعلیٰ میں اور وہاں ٹھہرتا ہے پھر امر نازل ہوتا ہے اس کے موافق عالم ناسوت میں پس اللہ تعالیٰ کا ایک داعیہ ہے ملاء اعلیٰ میں کہ ہمیشہ ناسوت میں اس کی تمثال اور آشیانہ اور جائے ہے جب تک وہ موجود ہے اور جب منسوخ ہو جاتا ہے طریقہ اور جاتا رہتا ہے داعیہ تو نہیں نظر آتی لوگوں میں اس کی تمثال اور آشیانہ اور جائے پس اگر تمام اہل زمین جمع ہو کر چاہیں کہ معدوم کر دیں اس نگہبان کو جو ہم نے بیان کیا آشیانہ اور جائے ہے اس کی اور ہمیشہ اسکے اہل سے اور نگہبانوں سے مقابلہ کریں تو ہرگز نہیں معدوم کر سکتے جب تک وہ داعیہ موجود ہے اور اگر تمام اہل زمین جمع ہو کر چاہیں کہ اس طریقہ کی کجی کو سیدھا کر دیں اور اس کے بگاڑ کو سنوار دیں تو نہیں مقدور ان کو اس کے سیدھا کرنے کا اور مثال اس کی ایسی ہے جیسے ستارے آسمان کے کہ ہمیشہ ان کا عکس حوضوں اور تالابوں میں پڑتا ہے کسی بلبشر کی قوت ہی نہیں کہ پانی کو اس عکس سے روکے پس وہ داعیہ الٰہی طریقہ ہے جب تک حکم ہو اللہ تعالیٰ کا واسطے کسی بندہ کے پھر تشریح اس حقیقت منعقدہ کی اور بیان اس حقیقت کی اجزاء کا اور اس کے ارکان کا نہیں ممکن مگر واسطے ذہن تیز فہم کے اور جو مجھے

سمجھایا ہے میرے رب نے وہ یہ ہے کہ آتی ہے مدد آسمانِ اوّل سے تقلیں اور توسطات
اور لباس اور آسمانِ دوم سے قواعد منضبطہ پس لکھی جاتی ہیں اور جانی جاتی ہیں اور نقل ہوتی
چلی آتی ہیں بزرگوں کو بزرگوں سے اور توقیر پاتے ہیں ان سے سینے اور صحیفے ان سے پر
ہوتے ہیں اور آسمان سوم سے کون طبعی کہ طبیعت ہو جاتا ہے اور اس کی طرف طبیعتیں
مائل ہوتی ہیں اور جوش کرتے ہیں حمیّتِ لوگوں کی وہ اس کی حمایت کرتے ہیں اور مدد کرتے
ہیں اور اس کے سوا دفع کرتے ہیں اور وہ ایسے دوست رکھتے ہیں مانند جان و مال
و اولاد کے اور آسمان چہارم سے غلبہ اور قوت و تسخیر کہ اس سے بڑے اور چھوٹے اور علماء
اور اُمرا تسخیر ہوتے ہیں اور آسمان پنجم سے مغلوب کرنا اور شدت کہ جو اس کا منکر ہو وہ بلائیں
گرفتار ہو اور ملعون ہو اور عذاب میں آجائے گویا کہ ایک غیب سے مددگار ہے اور آسمان
ششم سے ہدایت معظمہ کہ وہ سبب ہوتی ہے لوگوں کی ہدایت اور کمال حاصل کرنے کا
اور آسمانِ ہفتم سے شرف دائم ایسا کہ پتھر کی لکیر کہ نہیں مٹتی جب تک وہ پتھر ٹکڑے نہ ہو جائے
تو بس یہ ستاتے رکن ہیں کہ ملاءِ اعلیٰ میں آکر مل جاتے ہیں اور ان کا ایک جسم مستوی بن جاتا ہے پھر
اس جسم میں تدلّی اعظم سے ایک جذبہ پھونکا جاتا ہے کہ وہ بمنزلِ روح ہے اس جسم کے
پس جو شخص کہ آراستہ ہو ان اذکار اور افکار سے اور اس لباس سے مزیّن ہو شامل ہوتی ہے اس
کو رحمت الٰہی اور آتا ہے اس کو جذب فوق و تحت و یمین و شمال سے اور وہاں سے جہاں
اس کا گمان نہ ہو پھر اس طفل کی تربیت کرتے ہیں سادات ملاءِ اعلیٰ اور اس کی خدمت کرتے
ہیں ملاءِ سافل پھر ہمیشہ ان کی شان بڑھتی جاتی ہے جب تک حکم الٰہی آئے تو پس یہ ہے
طریقت اور اسی پر قیاس کر لو مذہب فروع و اصول میں پھر جو شخص دعوی کرے اللہ تعالی
نے اسے طریقت عطا کی یا مذہب عنایت کیا اور اسے یہ باتیں جو ہم نے بیان کیں نہ عنایت
ہوئی ہوں وہ عاجز ہے طریقت کی معرفت سے جیسے اس کی حقیقت ہے اور ہر شخص کے
واسطے اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں ہوتا طریقت کا اللہ تعالیٰ کے پاس بیکار نہیں ہے کوئی چیز بلکہ اس
کو عنایت ہوتا ہے جو اپنی سرشت اور جبلت ہیں مبارک اور زکی ہے اس کو امداد افلاک سبعہ
اور ملاءِ اعلیٰ اور ملاءِ سافل ہوتی ہے اور اس کی ایک رحمت خاص ہے تدلّی اعظم کتنے ہی
عارف عظیم المعروفت یا فانی باقی شدید الفنا سانخ البقا ہیں کہ مبارک وزکی نہیں ان کو
نہیں عطا ہوتی اور اسی طرح نہیں عنایت ہوتی نگہبانی طریقت کی ہر شخص کو بلکہ ہر کارے و ہر

مرد ہے ہر امر کے واسطے ایک مرد پیدا کیا گیا ہے اور اس کی جبلت اس کے واسطے ہوئی ہے اُسے وہ کام آسان ہے لیکن صورت ظہور کی اس طریقت کے عالم دوسرا ہے سوائے ان عوالم متعارفہ کے اس کا اور ہی عالم ہے کہ حقیقت اس کی برکت فائضہ ہے اعراض و افعال میں۔

مشہد نوزدہم ! [19]

مجھ کو پہنچوا دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حنفی مذہب میں ایک بہت اچھا طریقہ ہے وہ بہت موافق ہے اس طریقہ سنت سے جو تنقیح ہوا زمانہ بخاری اور اس کے ساتھ والوں کے اور وہ یہ ہے کہ اقوال ثلثہ یعنی امام اعظم اور صاحبین سے جو قول اقرب ہو وہ لے لیا جائے پھر بعد اس کے فقہائے حنفی کی پیروی کی جائے جو علمائے حدیث سے ہیں کیونکہ بہت چیزیں ہیں کہ امام اور صاحبین نے اصول میں نہیں بیان کیں اور نہ ان کی نفی کی ہے اور حدثین ان پر دلالت کرتی ہیں تو ان کا اثبات ضرور ہے اور سب مذہب حنفی ہیں۔

مشہد بستم [20]

درمیان منبر مکرم اور روضۂ منورہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک باغ ہے جنت کے باغوں میں سے جیسا کہ آیا ہے صحیح حدیث شریف میں سو اس کی توجیہ ہے کہ ہم نے مشاہدہ کیا اس کا نور سب نوروں پر فائق ہے اور جو وہاں نماز پڑھتا ہے وہ دریائے نور میں مستغرق ہو جاتا ہے اگرچہ وہ التفات نہ کرے اور یہ ہے کہ جب انسان محبوب ہو جاتا ہے یعنی اس کے جوہر روح میں یہ برزہ مثالیہ اور یہ نقطۂ تدبیریہ داخل ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا منظور ہو جاتا ہے اور ملاء اعلیٰ کے واسطے ایک عروس جمیل نو جس مکان میں جاتا ہے ملاء اعلیٰ کی ہمتیں منعقد اور متعلق ہو جاتی ہیں اور ملائکہ کی فوجیں اور انوار کی موجیں اس کی طرف چلی آتی ہیں خصوصاً جب اس کی ہمت متعلق ہو اس مکان معظم کے اور جو عارف کامل معرفت و حال میں ہوتا ہے اس کی ہمت میں نظر حق پڑتی ہے کہ علاقہ رکھتی ہے اس کے اہل اور مال اور گھر اور نسل اور نسب اور قرابت اور یاروں میں کہ شامل ہوتی ہے مال اور آبرو وغیرہ میں اور اصلاح کرتی ہے اسی سے تمیز کیا میں نے کملاء اور غیر کملاء کی سیرتیں۔

⁂

مشہد [۲۱] بیعت و تکلم

میں نے اجازت چاہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے رد کرنے کی جو علمائے حرمین نے بعض صوفیوں پر اعتراض کیے ہیں تو مجھ کو اجازت نہ دی اور میں نے دیکھا کہ علمائے عاملین جن کا علم موافق ہے مشتغلین تصفیہ سے اور نشر علم و دین کرتے ہیں آپ کے بہت مقرب ہیں اور آپ کو عزیز ہیں اور آپ کے محبوب ہیں ان صوفیوں سے اگرچہ وہ اہل فنا اور بقا ہیں اور جذبہ جو ظہور کرے نفس ناطقہ سے اور توحید وغیرہ مقامات بلند ہیں نزدیک صوفیہ کے بیان اس مجمل کا یہ ہے کہ دو طریقے ہیں ایک طریقہ تو یہ ہے کہ خلقت کی طرف منتقل ہوا انتقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے باوسائط اور وہ راجع ہے طرف تہذیب جوارح کے عبادت سے اور قوی نفسانیہ کے ذکر اور تزکیہ اور حب اللہ اور حب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور لوگوں کی تہذیب کرنی نشر علم اور امر معروف و نہی منکر سے اور لوگوں کے نفع رسانی میں کوشش کرنے سے اور جو ان مذکورات کے مناسب ہو اور دوسرا طریق یہ ہے کہ اللہ اور اس کے بندے میں ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ایجاد کیا ویسا اس نے پایا اور جو افاضہ کیا اس کو پہنچا اور اس میں اصلا واسطہ نہیں ہے جس نے سلوک کیا اس طریقہ کا اس کا حال یہ ہے کہ وہ شخص متنبہ ہوا حقیقت انا سے اور اس تنبہ کے ضمن میں حق سے اور اس سے منشعب ہوئی فنا اور بقا اور جذب اور توحید وغیرہ اور ہماری گفتگو دوسرے طریقہ میں ہے کہ یہ طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک عالی نہیں اور نہ مرغوب ہے آپ کو اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عنوان ہیں فیضان طریقہ اول کے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو گردانا ہے آشیانہ اپنی عنایت کا اس طریقہ کے افاضہ کو اور اس کے ظہور کے واسطے جائے مقرر کی ہے اور اشیاء آپس میں فضیلت رکھتی ہیں ایک وجہ سے نہ دوسری وجہ سے اگر تو اعتبار کرے اس شے کا کہ طرف وجود عام میں ہے ایسا کہ سب جہات کو محیط ہو کسی کو نہ چھوڑیں تو حاصل ہونگی وہ ایسی وجہیں کہ تفاضل واقع ہو اور ہوگا فضل دائر ان میں اور منافست منقسم ہوگی ان میں اور اگر تو اعتبار کرے کہ مضاف ہیں سبب واحد کی طرف تو ایک وجہ سے فضل جاتا رہے گا اور دوسری وجہ سے باقی رہے گا اور احد الاشیاء کو فضل اصلا نہ رہے گا ہاں یہ بات ہے جب منتقل ہوا یہ نور طرف ناسوت کے تو دونوں طریقوں سے سالکوں کو نفع ہوا اہل جذب پر تو انفسار تنبہ اجمالی کا ہوا

بسبب اس نور کے تو ان پر کھل گییں معرفتیں اور اسی سبب تم دیکھتے ہو عارفوں کو اپنی معرفتیں کتاب اور سنت سے مطعون رکھتے ہیں اور اہل سلوک اس نور سے تضرع کرتے ہیں اور آرزو کرتے ہیں اور اس نور میں مندرج ہوتے ہیں اور قوام پاتے ہیں اس سے پس غور کر دیہ مسئلہ دقیق ہے۔

۲۲

مشہد بیست ودوم

کیا تم جانتے ہو کہ شیخین رضی اللہ عنہما کس لیے افضل ہوئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے باوجودیکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ اس امت میں اول صوفی اور اول مجذوب اور اول عارف ہیں اور یہ سب کمالات اور میں نہیں مگر قلیل طفیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے عرض کیا یہ مسئلہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو ظاہر ہوا مجھ پر کہ تفضل کلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک وہ ہے کہ راجع ہو طرف امر نبوت کے پورا پورا جیسے اشاعت علم کی اور لوگوں کی تسخیر دین میں اور جو اس قسم سے ہو اور جو فضل کہ راجع ہو طرف ولایت کے جیسے جذب وفنا تو وہ فضل جزئی ہے اور ایک وجہ سے ضعیف ہے اور شیخین رضی اللہ عنہما تھے مجردین میں اول قسم کے یہاں تک کہ میں ان کو دیکھتا ہوں بمنزلہ فوارہ کے کہ اس میں سے پانی نکل رہا ہے تو جو عنایت اللہ تعالیٰ کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئی بعینہٖ وہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما میں ظاہر ہوئی بحسب کمال ان دونوں کے اس طرح جیسا عرض قائم ہوتا ہے جوہر سے اور متمم ہوتا ہے جوہر کی تحقیق کا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت قریب حسب میں نسب میں جبلت اور فطرت محبوبہ میں حضرات شیخین رضی اللہ عنہما سے اور جذب میں بہت قوی اور معرفت میں زیادہ مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم بحسب کمال نبوت کے حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کی طرف بہت مائل ہیں اور اسی باعث سے جو علما واقف ہیں معارف نبوت سے ان کی تفضیل کرتے ہیں اور جو علماء معارف ولایت سے آگاہ ہیں وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تفضیل کرتے ہیں اور اسی واسطے حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کا مدفن بعینہٖ مدفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور اکثر امور عادیہ کا مبدا ر معنی ہے مانند اس کے جس کا اشارہ کیا میں نے تم سے اور مانند گردانیے حجرہ مبارک کے مانع قبر تک پہنچے سے اور یہ بہتر ہے قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو آپ نے فرمایا ہے

اللھو لا تجعل قبری وثنا یعبد من دونک۔

۲۳ مشہد بیست وسوم

میں نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اللہ تعالیٰ کی ایک نظر خاص ہے گویا کہ وہ مراد ہے مثل لولاک لما خلقت الافلاک سے مجھ کو اس نظر کا شوق ہوا اور مجھ کو نہایت تعجب ہوا پس میں ملاصق ہو گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور طفیلی بن گیا اور ہو گیا میں جیسے جوہر کے ساتھ عرض پس اصرار کیا میں نے اس نظر کا اور دریافت کیا کنہ اس کا اور ہو گیا میں اس کا منظر اور آئینہ تو وہ ارادہ ظہور شان کا اس کو دوست رکھا اور اس کی طرف نظر کی پس شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرد واحد کی شان نہیں ہے بلکہ ایک عالم بتندارۃ منبسطہ ہے اور پہ صورت بشر کی اور بشر ایک عالم منبسطہ ہے وجہ موجودات کا تو گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غایت الغایات ہیں اور ظہور کے آخر نقاط ہیں اور ہر موج کی حرکت ہے اس کے منتہا تک اور ہر سیل کو شوق ہے اپنے مبلغ تک پس غور کر کہ سر دقیق ہے۔

۲۴ مشہد بیست وچہارم

میں نے دیکھا کہ حضور رسول اللہ علیہ وسلم میں شفاعت اور توسل ہے ان کو جو علمار حدیث ہیں اور جو ان کی گنتی میں داخل ہیں اور علم حدیث شریف اور حفظ حدیث شریف ایک عروۃ وثقیٰ اور حبل ممدود ہے ایسی کہ کبھی منقطع نہ ہو پس تو ضرور لازم کرلے اپنے لئے یہ کہ تو محدث ہو یا محدث کا طفیلی ہو ان دونوں باتوں کے سوا بہتری نہیں ہے جو میری رائے میں ہے واللہ اعلم بالصواب۔

۲۵ مشہد بیست وپنجم

عارف جب کامل ہو جاتا ہے تو اس کی روح ملاء اعلیٰ میں جا ملتی ہے اور وہاں ایک درگاہ عالی بلند ہے ان کی ہمتیں وہاں بہت مرتفع ہیں وہاں ان کے جسم نہیں رفیع ہیں اور وہ ایک مرد واحد کی ہمت پر جس کی ہمت تدبیر وحدانی کی طرف راجع ہو اگرچہ اس ہمت کی تفصیلوں میں مختلف ہیں پھر تدلی کرتا ہے اس عالی درگاہ میں رب العالمین پس ڈھانک لیتا ہے ان کو نور میں جس قدر ڈھانک لے اور ان کی ہمتیں چھپ جاتی ہیں ان نور کی چمک

میں یہاں تک کہ تمیز نہیں ہوتیں وہ ہمتیں نہ آپس میں متمائز ہوتی ہیں اور اگر میں ان کے اس
حال کے مثل بیان کردوں تو دھمکا نہیں اور خفانہ ہو مجھ پہ ہر نشیب و فراز سے کیونکہ امثال اشیاد
کی تفسیر نہیں کرتے ایک جہت سے دوسری جہت کی وہ بمنزلہ ہیولی خفیہ کی ہیں جو دریافت
نہیں ہوتا مگر احکام و آثار سے جو جاری ہوتے ہیں اس موجود سے جہت مسام ہیولی سے ایسا
ہیولی کہ ام القابلیات ہے اور جو نور کہ ان کو ڈھانکے ہوئے ہے اور وہ بمنزلہ اس صورت کے
ہے جو سب سے پہلے مدرک ہوتی ہے اور صورت اصل فعلیات ہے پھر جاری ہوتے ہیں
اس درگاہ عالی میں احکام و آثار جو ملاء اعلیٰ کے علوم سے متولد ہیں اور ان کی ہمتیں تفصیلیہ
لطیف ہو جاتی ہیں ان ہیں اور بلند ہو جاتی ہے صفا ان کی ہمتوں کے مسامات سے جاری ہوتا
ہے حظیرہ قدس میں پھر اس سے نور نکلنے لگتا ہے اور ویسا ہی نہیں رہتا بلکہ اس کے جوہر
کے قریب ہو جاتا ہے پس مختلف ہوتے ہیں حال حضرت القدس کے فرضاً غصہ اور رضی
اور خوشی و قبض اور رد گردانی اور نزول فی اوقات یا فی المحال اور تردّد فی القضا اور لعن اور
ایجاب اور تحریم اور نسخ وغیرہ علی ہذا القیاس تو جس نے مشاہدہ کیا اس درگاہ کا اور اس
اہتزاز اور انشراح اور عزیمت کو اور اس کے کل یوم ھو فی شان کو پہچانا اس کے نزدیک
متشابہات محکمات ہیں ؎

ولو یبق بالاشکال اشکال ربیۃ

اور جس نے اس درگاہ کا مشاہدہ نہیں کیا اس کو صحیح نہیں اور صلاحیت نہیں مگر یہ کہ اللہ کو تفویض
کرے ان متشابہات کا علم اور سب پر ایمان لائے جب تم نے جان لیا پس وہ درگاہ قبلہ ہے
ملاء اعلیٰ کی ہمتوں کا اور مناط توجہ و معقد نواصی ان کا پس جو شخص اس رتبہ کو پہنچ گیا اور اللہ
کے سابقہ علم اس کے لئے تھا کہ اس کو حاصل ہو وہاں فنا اور بقا اکثر اوقات محو ہو جاتے ہیں
وہاں تو اس کی روح اس کے جسم کی نگہبانی نہیں کرتی بلکہ وہ درگاہ فقط وہی اس نگہبانی اور
وہی اس کی مرشد اور وہی ملہم اور میں طفیلی بن گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تو عطا ہوا مجھ کو ایک جام
سرشار بس کیا کہوں کیا تھا جو کچھ تھا الحمد للہ رب العالمین اور اس درگاہ کے محاذی ایک اور
درگاہ ہے اس سے نیچے کہ وہ نردبان ملاء سافل کی ہے اور ان کی مجمع امر ہے اور ان کے الہام
کی جگہ ہے اور ان کے احکام کا محکمہ اور ان کی مناط توجہ ہے کہ اس کی شان مشابہ نہیں اس
درگاہ کی شان کی وہاں حق متصف ہے بواسطہ تدلی کے اپنے بندوں سے محبت رکھنے سے

اور ان کی خوشنودی کرنے سے بعض امروں میں اور دونوں درگاہوں کی معرفت نہایت اَدق ہے اور برتر ہے اس سے کہ عقول عامہ پہنچے اس کو واللہ الموفق۔

مشہد بیست و ششم

فیض صحبتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مجھ پر کھل گئے بہت علوم اللہ کی معرفت کے حال کامل کے ایک ان میں سے یہ ہے کہ یہ شخص سب آدمیوں سے ممتاز ہے اس امر میں کہ اجزائے فلکیہ کا اس میں ظہور قوی نافذۃ الحکم ہے جن سے صیغہ ہائے الٰہی قوام پاتے ہیں واسطے تمام معانی کے مناسب اس شئی کے قریب کرے جناب حق کے اور ایک یہ ہے کہ تام المعرفت کے واسطے ضرور ہے کہ تعلقات دنیاوی اور آخری اور جسمانی و روحانی اس سے شدت سے دور ہوں اور اس کو بے کار نہ کردے سریان الوجود فی الموجودات کا سِر اور توجہ مبداء کے بارۂ جبّت ان عوالم کے اور میں نے جان لیا کہ یہ ایک معنی ہیں اس جزو میں سے جو مقابل ہے زُحل کے پھر جب رنگِ الٰہی آتا ہے تو وہ بے تعلقی محبت ذاتی ہو جاتی ہے کہ نقطہ ذات کی طرف متوجہ ہے پس جو شخص اس بے تعلقی سے باز رہا اس کو حاصل نہ کیا اور خلوت کلی سے بقا باللہ ہے اور تصرف بحق خلقت میں اور ارادہ طلوع جبّت مبدار کا کیا راہ روزن شخص اپنے سے وہ پورا پورا نہیں ہے پورا پورا وہ شخص ہے جس نے اس بے تعلقی کو اپنے ظرف میں بہت مضبوطی سے رکھا اور اس کو آلودہ نہ کیا مظہر کی حب نے اگرچہ ساتھ حق کے ہو اس حیثیت سے کہ عنوان ہو محبت ذاتی کا اور اس کی روح کا جسم ہو اور اس کی حقیقت کا کالبد اور حمل کیا حب مظاہر کو لا بنفسہ بلکہ بالحق واسطے خلقت کے نہ ان کے نفسوں سے بلکہ بالحق ہو ان کے ظرف میں اور ایک یہ ہے جو عارف کامل معرفت ہوتا ہے وہ کسی سے کچھ نہیں حاصل کرتا مگر اپنے نفس سے ہی اخذ کرتا ہے اور تحقیق آمادگی معدات یہ ہے کہ وہ فرد آگاہ ہو اس جزو سے جو اس میں موجود ہے اور اس کے معنی اس پر کشف ہو جائیں پھر اس کو ظاہر ہو جائے جو ظاہر نہ ہوا تھا تو شخص اپنے سے سوا کسی سے استفادہ کرے سو اس وجہ کے وہ کامل معرفت نہیں ہے اور ایک یہ ہے جو عارف کامل معرفت ہوتا ہے اس کے سب مسخر ہوتے ہیں سوا اللہ تعالیٰ کے اور سوا اس کے اسماء اور تدلیات کے یا تو زبردستی سے یہ اس صورت میں ہے کہ حال ادنے اور قوت ناقص ہو عارف کے اس عالم کے جو جامعیت کے اوپر پہنایا گیا ہے

اور کر دیا ہے حجاب سوا معانی کے تو کبھی ہوتی ہے بہیمیت ملکیت سے مختلط قوی قوی سے
یا ضعیف ضعیف سے یا ضعیف قوی سے پس مختلف ہوتے ہیں احکام و آثار تو انکار ہوتا
ہے عوام کو جو دیکھنے والے ہیں طرف لباس کے نہ جامعیت کے اور ظاہر کے دیکھنے والے
ہیں نہ معانی کے اور یا مسخر ہوتے ہیں اس عارفِ کامل کے سبب ساتھ مناسبت کے
اور یہ اس صورت میں کہ قوی حال ہو اور قوی تاثیر ہو اس عالم لبابیت اور حجابیت میں
اور سر مناسبت کا بیشک ظاہر ہوتا ہے اس جزو سے جو عارف میں ہے کہ قائم مقام
ہوتا ہے اس مراد کے واسطے اس کی تسخیر کی تو درمیان اس عارف اور اس جزو کے
رگین ہیں ممتدہ اور ماسا ریقا اور اصل اس تسخیر کی جہت سے اس سر عالم مشترک سے جو
اس میں ہے تو جب متوجہ ہوتا ہے عارف طرف اس جزو کے بہت توجہ سے تو حرکت کرتی
ہے ان خیوط مستترہ سے وہ مراد واسطے تسخیر کے لیکن اسما اور تدلیات نہیں مسخر ہوتے
بسبب چمکنے نور ربوبیت کے ہاں یہاں حب، ہے مقابل محبوبیت کے تو متحرک ہوتی ہے
محبوبیت اور حرکت کرتی ہے اس کے مقابل حب اور متحرک ہوتی ہے تدلی اور اسم وہ
دونوں جو مناسب ہیں اس حب کے پس جو شخص نہیں پہچانتا اس تسخیر کو اور اپنے نفس میں نہیں
دیکھتا وہ شخص کامل معرفت نہیں ہے اور مجھ کو دریافت ہوا کہ یہ تسخیر مستطیر معانی میں سے
ہے اس جزو کے جو مقابل ہے شمس کے جس وقت رنگا جاتا ہے رنگ الٰہی سے ہو جاتا ہے
وہ جزو تسخیر جس میں ہے یہ مستطیر اور ان میں ایک یہ ہے کہ کامل کی معرفت کی روح میں
تیز نظری اور غور اور عنایت ہوئی ہے ساتھ ہر شی کے طریقت اور مذہب اور سلسلہ اور
نسبت اور قرابت اور جو اس سے قریب ہو اور اس سے نسبت رکھے سب کے ساتھ
اور اس کامل معرفت کے اس عنایت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عنایت مختلط ہو جاتی ہے
اور یہ بات اس واسطے ہے کہ اس کا نفس جب کدورات جسم سے مجرّد ہو جاتا ہے اور
ملاء اعلیٰ سے مل جاتا ہے اور وہاں تجلی حق کے موافق استعداد اس شخص کی ہوتی ہے اور
وہی نکتہ ہے جسے ہم نے ضرب المثل میں ہیولیٰ اور صورت کہا ہے تو متلون ہو جاتا ہے نفس
لون حق سے اور ہو جاتا ہے گویا ایک تدلی حق کی تدلیات میں سے جو واسطے خلقت کے
ہیں بسبب انصباغ و امتزاج و اختلاط مذکور کے پس اس وقت اس کا نفس متوجہ ہوتا
ہے ان امور کی طرف، اور اس کی معد ہو جاتی ہے واسطے منعطف ہونے جناب قدس

کے اس طرف تو جب قرار پذیر ہو گیا یہ امر اس کے پہلو کی ہڈیوں میں اور اس کے شعبوں اور رگوں اور پٹھوں میں تو مختلط ہو جاتی ہے نظر الٰہی ان سب میں تو وہ شخص اکسیر بن جاتا ہے جس سے لوگوں کو شفا ہو اور میری مراد نفس کی رگوں اور پٹھوں سے وہ شے ہے جس کی طرف نفس بے قصد کے متوجہ ہو از روئے عادت اور ملکہ غیر مستقرہ کے اور واسطے اس کامل کے اس سِر کی جہت سے احکام و آثار بہت ہیں اور دریافت ہوا کہ یہ بات معانی میں سے ہے اس جزو کے جو مقابل زحل مختلط بالمشتری کے ہے بروقت حلول کرنے رنگ الٰہی کے اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ کامل معرفت کو وہ سب نعمتیں ملتی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے دی ہیں سب آسمانوں اور زمینوں اور موالید کو اور جو ان میں ہیں ملائکہ اور انبیاء اور اولیاء اور بادشاہ وغیرہم اور یہ امر اس واسطے ہے کہ اس کامعرفت میں جو اجزاء ہیں تمام موجودات کے مقابل میں ہیں گویا کہ وہ ایک نسخہ اجمالی ہے جامع تمام موجودات کا اور اس کے ہر جزو کا ایسا کہ جب اس کی تفصیل کریں تو نکلے یہ عالم تو جو نعمت واقع ہو گی اس کا محل کوئی جزو ہو گا اجزاء میں سے اور یہی مطلوب تھا اور ہمارا کلام کچھ سرسری مسامحت اور اور تجوز سے نہیں ہے بلکہ حقیقت نفس الامری ہے ہاں یہ سِر جب میسر ہو گا کہ جس وقت مجرد ہو جائے واسطے تشخص کلی منتشر کے جمیع مخلوقات کے اور جب پستی میں چلا جائے تشخصات جزئیہ کے تو یہ سِر پوشیدہ ہو جائے گا اس سے۔

۲۷
مشہد بیست و ہفتم

میں اس حدیث شریف کے معنی کا منتظر تھا سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم این کان ربنا قبل ان یخلق خلقہ قال کان فی اعماء الخ تو مجھ پر افاضہ ہوا یہ سِر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نور عظیم ہے اعالی بعد ہیولانی میں اور اس نے گھیر لیا ہے اس بعد کے مجامع کو از روئے تدبیر کے ان خطوط شعاعی سے جو اس نور سے ممتد ہیں اس کے جمیع نواحی کی طرف اور سنائی دیا کہ یہ وہی ہے جس کا اشارہ کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث شریف میں کان فی عمائہ یہ بعد ہیولانی وہ عماء ہے اور یہ احاطہ خطوط شعاعی سے وہ قہر ہے جو قرآن شریف میں ہے ہو القاہر فوق عبادہ پس جس وقت یہ سر ظاہر ہوا میرا کلیجہ ٹھنڈا ہو گیا اور قلب مطمئن ہو گیا کچھ شبہ ہی نہ رہا اور نہ کوئی مسئلہ جس کو پوچھوں بعد اس کے میں دھنس گیا حیز نکر میں تو دریافت

ہوا کر ذات الٰہی مقتضی اور مستلزم ہوئی ظہور کے ان استعدادات کی جو اس میں مندرج تھیں تو ظاہر ہوئے ناحیت وجوب میں از روئے ظہور عقلی کے اور متمثل ہوگئیں اس ظہور سے اعیان ممکنات اور شانیں ظہور واجب کے ہر عالم میں اور اس کی تدلی برزخ میں اور اقتضا کیا ذات اللہ نے ان ظہورات سے متصف ہونا ساتھ عدم اور مادہ اور خارج کے تو اس میں ظاہر کر دیا جو منظوری تھا پیچیدگی اعیان میں اور اسمار میں اور جو سب سے پہلے نور الٰہی ظاہر ہوا اس نے مجامع عدم اور مادہ کو اخذ کیا اور اس پر مسلط ہوگیا اور وہ قائم مقام ذات اللہ ہے اور وہ قدیم بالزّمان ہے اس واسطے کہ زمانہ اور مکان اور مادہ ہمارے نزدیک ایک شئ واحد ہے وہ یہ استعداد ہے جسے ہم نے عدم اور خارج کہا ہے اور اس میں ارادات متجددہ ہیں اور وہ اوّل شی ہے جس کی شان زبان شرائع ناطق ہیں اس واسطے کہ تحقیق سوال کیا گیا لفظ اَیْنَ سے اور اس کے جواب کی صلاحیت وہی چیز رکھتی ہے جو خارج میں ظاہر ہو۔

۲۹ مشہد بست و ششم

افاضہ ہوئے مجھ پر جناب مقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیفیت بندہ کی ترقی کے اپنی حیز سے حیز قدس کی طرف اس وقت اس کو روشن ہو جاتی ہے ہر شئ جیسا خبر دی گئی ہے اس مشہد کے قصہ معراج منامی میں تو اکثر اوقات آدمی کی نظر پیچھے ہٹتی ہے اُلٹے پاؤں اُن وقائع کی طرف جو اس پر گذرے ہیں تو جان جاتا ہے جو اس میں الہام حق تھا اور جو تقریب تھی طبیعت سے اور تسویل شیطانی تھی اور اکثر اوقات اس کو علم صریح ہو جاتا ہے جو برتتے ہیں ملاء اعلیٰ علوم نافعہ سے اور آنے والے وقائع سے ڈرانے کا اور لوگوں کے جھگڑے کا از روئے تنزل کے ان کے مدارک کی طرف اور اندر دئے حیلہ کے واسطے ان کے عقدہ کے کھلنے کے جو مناسب ان علموں کے ہے اس عالم میں اور ہیئت ملاء اعلیٰ کی اور انکے مقامات ملائکہ اور ارواح اولیاء وانبیاء اور ملاء سافل اور جو اس کے مانند ہوں اور یہ سب علم قرآن عظیم کے علم ہیں تو میں نے دیکھا طبیعت کا پردہ دور کرنے سے اور تجرد سے مالوفات اور عادت اور محسوسات کے اور منصبغ ہونے سے اس درگاہ کے رنگ سے ایک امر عظیم اور مجھ سے کہا گیا کہ یہ درگاہ رویت ہے نہ درگاہ کلام پھر جب اللہ ارادہ کرتا ہے

کہ خلقت کی طرف تدلی کرے ساتھ نزول کتاب کے تو اس مشہد کے صاحب کو ایک لباس نورانی باریک پہناتا ہے یہ رویت اس کی نسبت کلام ہو جاتی ہے پھر میں نے دیکھی اسکے انحدار اور تنزل کی کیفیت حیز طبیعت اور عادت کی طرف تو کھل جاتی ہے اس کی چشم طبیعت اور بند ہو جاتی ہے چشم ملاء اعلیٰ تو ہو جاتا ہے اس کے روبرو ایک خیال جیسے وہ دیکھ رہا تھا اور ایک مرد کہ اس کو یاد کرتا ہے اس کے غائب ہونے کے بعد اور کبھی پاتا ہے طلب ملاذ و اسباب سے وہ شئی جو اس سے سلب ہو گئی تھی یا اس کو اس سے منع کر دیا تھا اور درمیان اس کے ترقی اور انحدار کے حالات کثیرہ ہیں جو میں نے مشاہدہ کئے ہیں اس مشہد میں بعضی ان میں سے وہ ہیں جو اعلےٰ کے قریب ہیں اور بعضی وہ ہیں جو اسفل کے قریب ہیں پھر پیدا ہوتے ہیں ان حالات سے وہ جو میں تم سے بیان کرتا ہوں پیدا ہوتا ہے ہاتف اور پیدا ہوتا ہے خاطر اور پیدا ہوتا ہے خواب اور حق بات یہ ہے کہ خواب خیالات ہیں مانند احادیث نفس کے کہ مجرد ہو جاتا ہے ان کی طرف دراکہ تو پاتا ہے مرایا اور مسمع میں اور پیدا ہوتا خیال جس سے اس کا دماغ بھر جاتا ہے اور پیدا ہوتی ہے فراست صادقہ علیٰ ہذا القیاس اور بھی اور یہ سب خیر حجاب میں ہیں درمیان اس درگاہ کے جہاں حجاب نہیں اور درمیان حجاب متاکد من کل وجہ کے اور میں نے ہر شئی کی ان میں سے میزان اور مقدار کو پایا اور میں نے پایا ہر ایک کا مظنہ جو وہاں پایا جاتا ہے لیکن میں نہیں فارغ ہوا اس شہد میں واسطے احاطہ ان میزان اور مقداروں کی اور کفایت کرتا ہوں ان کے اصول پر اور قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو توفیق دے ان کے احاطہ کی ثانی الحال میں۔

۲۹

مشہد بیست و نہم

عارف جب ہوتا ہے اس چیز میں جو قریب طبیعت ہے نہیں مشاہدہ کرتا فعل حق کو جیسا چاہیئے مشاہدہ کرنا تو کبھی مشتبہ ہوتا ہے نزدیک اس کے الہام کے ساتھ خطرہ حدیث نفس کی اور حالت الٰہیہ ساتھ امر طبعی کے اور ہوتا ہے کوئی حادثہ نہیں جانتا ہے کہ اس میں اللہ کا کیا حکم ہے تو متردد ہوتا ہے اور اس میں ایک زمانہ گذر جاتا ہے پھر وہ منجذب ہوتا ہے طرف حیز حق کے پھر وہ ہو جاتا ہے عبداللہ تو روشن ہو جاتی ہے اس پر ہر شئی پھر اس کی نظر پیچھے ہٹتی ہے الٹے پاؤں ان امور مشتبہ کی طرف اور ان شکوک کی طرف

تو اس کو کشف ہوتا ہے ارادہ حق کا اور اس کا حکم تو گویا کہ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے پس اگر ہوتا ہے کلام کیا گیا تو کلام کیا جاتا ہے برابر اور اگر ہوتا ہے سمجھایا گیا سمجھنے والا تو سمجھایا جاتا ہے اور تقسیم کیا جاتا ہے اور تیرے واسطے عبرت ہے سورۂ انفال کہ سوال کئے گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انفال سے تو نہ بیان کیا کہ کیا حکم حق کا ہے اس میں اور کیونکر تقسیم کی جائے غنیمت اور رواں کیا اس حکم حق نے طرف ذات شوکت کے تاکہ گرفت جائے پھر جب جمع ہوئے سوار اور ذات شوکت دونوں تو مختلف ہوئیں راہیں الہام حق تو جذب کرتا تھا ذات شوکت کی طرف اور میل طبائع جذب کرتی تھی طرف سواروں کے پھر ہدایت کی گئی وہ لوگ طرف حق کے اور نازل ہوئی امن و مطر اور جنبش ہوئی دلوں کو طرف جہاد کے نہیں معلوم ہوتا تھا کہ اس کا مبداء اللہ کا ارادہ ان کی مدد کا تھا یا امور طبیعیہ تھے پھر جس وقت منجذب ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم حیز حق کی طرف تو ان سے حقیقت امر کی کلام کیا گیا اس امر میں پس اگر تم پوچھو کہ جسے تم حیز حق کہتے ہو وہ بتاؤ کیا ہے تو سنو تمہیں ملاء اعلیٰ اور عظمائے مومنین کے اور ان مطمح نظر جمع ہوئیں اللہ کی تجلیوں میں سے ایک تجلی میں اور وہ حظیرۃ القدس ہے اور وہ وہ ہے جسے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت آدم اور حضرت موسیٰ کی بحث ہوئی نزدیک اللہ کے اور وہ ہے قدم صدق عند ربھم اور جس نے اسے پایا وہ ہے علی بینۃ من ربہ ویتلوہ شاھد منہ یعنی اس کے نفس میں داخل ہوتا ہے رنگ اس درگاہ کا وہ داعیۂ حق ہے مومن کے قلب میں پس خوب غور کر کہ مسئلہ دقیق ہے۔

مشہد ۳۱
مشہد سی ام

اس اثنا میں کہ میں متوجہ تھا طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ ایک ایسا نور طلوع ہوا بلند کہ میرا خیال پرے ہو گیا اور اس کی چمک سے متحیر رہ گیا تو میرے باطن سے آواز آئی بطریق فراست کے اور تفطن کے کہ یہ نور عرش کا ہے اور اس کو نبوتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دخل عظیم ہے اور ان کی حقیقت کی معرفت پوری نہیں ہوتی جب تک اس نور کی معرفت نہ ہو پھر میں نازل ہوا طرف حیز فکر و رویت کے تو مجھے یاد آیا جو کتاب درِ منثور میں روایت ہے خرقیل کے قصہ میں رویت نور عرش سے اور اس کی نبوت کے منعقد ہونے سے اور یہ زبان اس نور کے۔

مشہد سی و یکم ۳۱

میں نے سوال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روحانی جیسا میں آگاہ کرچکا ہوں کئی بار کہ میرے واسطے نسبت اچھا ہے یا ترکِ تسبب تو مجھے ایک ایسی خوشبو آئی کہ میرا دل سرد ہوگیا اسباب اور اولاد اور گھر سے پھر مجھ کو کشف ہوا تو میں نے مشاہدہ کیا کہ میری طبیعت تو مائل ہے اسباب کی طرف اور اسے ڈھونڈھتی ہے اور اسکا ذائقہ چاہتی ہے اور میری روح راغب ہے طرف تفویض کے اور اس کی لذت چاہتی ہے اور اسے ڈھونڈھتی ہے تو مشاہدہ کیا میں نے مدافیہ اور پسندیدہ مراد روح کو سچ ہے اللہ کے لطف خفی بے اختیار ظاہر ہوجاتے ہیں پھر ایک اور خوشبو آئی اور ظاہر ہوا کہ مراد حق کی ہے کہ تجھ میں جمع کرے وہ شئی جو امت مرحومہ سے چھوٹ گئی ہے تو خبردار اس سے بچیو جو کہا گیا ہے کہ صدیق نہیں ہوتا ہے صدیق جب تک اسے ہزار صدیق زندیق نہ کہیں اور خبردار کبھی قوم کا مخالف فروع میں نہ ہونا اس لئے یہ مناقضہ ہے حق کی مراد کا پھر کھلا ایک نمونہ اس سے ظاہر ہوئی کیفیت وتطبیق سنت کے ساتھ فقہ حنفیہ کے اخذ کرنے سے ایک کے قول کے قول ثلثہ یعنی امام اعظم اور صاحبین سے اور کشف ہوئی تخصیص ان کے عمومات کی اور ان کے مقاصد کا وقوف اور اقتصار اس پر جو لفظ سنت سے سمجھا جاتا ہے اور اس میں نہیں تاویل بعید اور نہ ضرب بعضی حدیث کے بعضی پر اور نہ ترک کرنا ہے حدیث صحیح کا ساتھ قول ایک کے امت میں سے اور یہ طریقہ اگر پورا کردے اور کامل اللہ تعالی تو کبریت الاحمر اور اکسیر اعظم ہے پھر ایک خوشبو آئی اور اس میں میں نے دریافت کیا وصیت کو اس سے واسطے اختیار کرنے طریقہ انبیاء کا اور تحمل کرنا ان کی طرح سختیوں کا اور متصدی ہونا ان کی خلافت کا اور لوگوں پر شفقت کرنا از روئے تعلیم وارشاد کے اور ان کی دعائے رفاہیت کرنے اور صلاح ان کی واسطے طلب کرنے ظاہر اور باطن اللہ سبحانہ ہم کو توفیق بخشے سنت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

مشہد سی و دوم ۳۲

متوجہ ہوا میں طرف قبور ائمہ اہل بیت کے رضوان اللہ علیہم اجمعین تو میں نے پایا ان کا ایک

طریقہ خاص کہ وہی ہے اصل طریقہ اولیاء کا سوئیں تم سے بیان کرتا ہوں وہ طریقہ اور تم سے بیان کرتا ہوں جو اس طریقہ سے منضم ہو گیا ہے یہاں تک کہ وہ ہو گیا ہے طریقہ اولیا کا سوتم سنو وہ ان کا طریقہ یادداشت ہی کی طرف التفات ہے یعنی ایک تیقظ اجمالی مبداء کی طرف اگرچہ پردوں کے پیچھے ہو لیکن ذہول ہو پردوں سے اور ذہول اس امر سے کہ یہ تیقظ جوہر نفس سے ہے یا علم حصولی سے ہے غرض تیقظ بسیط ہے اور التفات اس تیقظ کے کسی نوع سے ہے پس یہ طریقہ ہے ان کا اور جب کہ فانی ہو گیا جوہر نفس اولیاء سے اس نقطہ میں تو ان کے فنا کی دو ہی صورت ہو گئی سوائے التفات کے پھر ان کو ایسے رستے الہام ہوئے جن سے ہدایت پائیں طرف فنا کے پس ظاہر ہوئیں ولایتیں مع طول اور عرض کے تمام ہا

مشہد سی و سوم ۳۳

مستفید ہوا میں درگاہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جس شخص سے قصور ہو اس کے دل سے نقص علامات حبیہ اور اثبات محبت حق تعالیٰ میں اور اس کے غیر و سوا کی عداوت میں جیسا کہ کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انھم عدو لی الا رب العالمین اور منہ کے بل گرنے میں اس کی سرگشتگی عشق میں آرزو تحقیق کی نہ فقط معرفت کی تو وہ شخص مغرور ہے اس میں کوئی ہو برابر ہے کہ اسے منع کیا ہو اس حالت سے علاقات طبیعت نے یا استغراق نے مشاہدہ سریان وحدت فی الکثرت کے اس حیثیت سے کہ ہر شئی کو دوست رکھے اس لئے کہ اس کے محبوب کا اس میں سریان ہے یا سوا اس کے اور کوئی موانع میں سے اور وہ استفادہ کئے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تین امور اپنے عندیہ کے خلاف اور اس کے خلاف جدھر میری طبیعت بہت مائل تھی تو یہ استفادے ہو گئے میرے واسطے برہان حق تعالیٰ کی ایک تو وصیت ترک التفات کی طرف تسبب کے کیونکہ جب میں نزول کرتا تھا طبیعت کی طرف تو مجھ پہ عقل معاش غلبہ کرتی تھی میں دوست رکھتا تھا تسبب کو اور دوڑاتا تھا فکر کو تمہید اسباب میں جس سے حاصل ہو مال اور اولاد اور جب میں لاحق ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ملاء اعلیٰ سے اس رذیلت سے مجرد اور آزاد ہو گیا اور مجھ سے عہد و پیمان لے لیا گیا کہ چھوڑ دوں تسبب کو یہاں تک کہ تناقض ہوا ان دونوں امروں میں محسوس بمنزلہ ظلمت اور نور کے یا اچھی ہوا اور گرم ہوا کی اور اکثر مجھ میں جو امر تھے ان میں

مناقضہ نہ تھا بلکہ وہ بطریق صواب کے تھا الحمد للہ کہ طبیعت سلامتی طلب تھی واسطے الہام کے لیکن باقی تھی ایک شئے پر مناقضہ سے واسطے ایک عجیب کے اور دوسرا امر ہے وہ وصیت تقیدان مذاہب اربعہ کے کہ میں نہ نکلوں ان سے اور موافقت کروں تا بمقدور اور میری سرشت انکار کرتی تھی تقلید کا اور اس سے انکار کرتی تھی لیکن ایک شئی و طلب کی گئی تھی مجھ سے واسطے عبادت کے موافق اس کے بخلاف میرے نفس کے اور یہاں ایک نکتہ ہے کہ میں نے اس کا ذکر موقوف کیا اور الحمد للہ کہ مجھ کو دریافت ہو گیا اس جبلت اور اس وصیت کا بھید اور تیسرا امر وصیت اس امر کی کہ تفضیل شیخین رضی اللہ عنہما کی کیونکہ میری طبیعت اور فطرت جب چھوڑی جاتی تھی تو تفضیل کرتی تھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اور ان سے بہت محبت رکھتی تھی لیکن اس میں بھی ایک شئی مجھ سے تعبد کراتی تھی اس کا خلاف خواہش کے افسوس یہ مناقضے مجھ سے اگر نہ ہوتے شدت جامعیت کے جس نے مجھ کو اس میں ڈالا۔

۳۴ مشہد سی و چہارم

میں نے دیکھا جس وقت میں طواف کر رہا تھا کعبہ شریف کا ایک نور عظیم کہ اس نے ڈھانک لیا شہروں کو اور روشن کر دیا ہے ان کے اہل کو میں نے دریافت کیا کہ قطبیت یعنی ارشادیت صحیح ہوتی ہے اسی نور سے کہ سب پر غالب ہے کسی کا مغلوب نہیں اور سب کو روشن کرتا ہے اور وہ آپ روشن نہیں کیا جاتا اور ہر شئی اس کے پاس آتی ہے اور یہ کہیں نہیں جاتا پس غور کر

۳۵ مشہد سی و پنجم

اس بیت عتیق یعنی کعبہ شریف کو اور اس بنائے بلند کو میں نے دیکھا کہ اس میں ہمتیں ملاء اعلیٰ کی اور ملاء سافل کی ملصق ہیں اس سے اور اس سے ایسی متعلق ہیں جیسے نفس بدن سے اور میں نے دیکھا اس کو بھرا ہوا ان کی ہمتوں اور ان کی ارواح سے جیسے پھول میں گلاب کے عرق گلاب اور روئی میں ہو اور میں نے دیکھا برانگیختہ ہونا لوگوں کے ودّاعی کا اس بیت شریف کی طرف بسبب وابستہ ہونے ان کی ہمتوں کے ساتھ اس درگاہ کے جس میں ہے ملاء اعلیٰ اور ملاء سافل۔

۳۶ مشہد سی و ششم

اطلاع دی مجھ کو اللہ سبحانہ نے اوپر اس شئی کے جو وہ مجھ سے کرنے والا ہے اور دینے والا ہے مجھ کو نعمتیں ظاہر اور باطن کی اور عطا کی مجھ کو عصمت دنیا و آخرت کی مواخذہ سے پس جو سختیاں کہ مجھ پر گذریں وہ مقتضیات طبیعت سے تھیں نہ مواخذہ کی وجہ سے مجھ پر احسان کیا اور خبر دی مجھ کو کہ وہ ایک ایسی شئی ہے کہ کم ملی ہے اولیاء کو اور عطا کی مجھ کو خوش زندگانی اور ہر سعادت سے مجھ کو اچھا حصہ دیا اور مجھ کو خلافت باطن کا خلعت پہنایا پس ظاہر ہوا یہ سِر ایک دفعہ ہے اور متحیر ہو گیا میں پھر ظاہر ہوا مجھ پر اس کے بعد تو سمجھ گیا میں جو تھا۔

تحقیق شریف کبھی عارف پر کشف ہوتے ہیں وہ امور جو آنے والے ہیں خدا تعالیٰ کی نعمتوں میں سے اور اہل اللہ کے دو گروہ ہیں ان امور کے کشف میں تو اصحاب کشف الٰہی تو دیکھتے ہیں اس واقعہ کو مرآت حق میں یعنی دیکھتے ہیں حق کی نظر اس بندہ پر اور پہچان لیتے ہیں اس سے منعقد ہونے کا ارادہ ملاء اعلیٰ میں ساتھ ایجاد کذا و کذا اور تقریب کذا و کذا کی اور ان کی نظر نہیں پھرتی اس واقعہ کے نفس کی طرف تو اسی واسطے وہ خبر نہیں دے سکتے تفصیلوں کی اس واقعہ کی جس طرح خبر دیتے ہیں صاحب کشف کونی اور کبھی ان کو منکشف ہوتے ہیں خزانے افاضات ملاء اعلیٰ کے اور ان کے چشمے جیسا خدای تعالیٰ فرماتا ہے وان من شئی الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ بقدر معلوم پس متحیر ہو جاتے ہیں حواس ظاہری اور حواس باطنی ایسے وہ حواس جو اجزائے بہیمیہ ہیں بعضی اوقات جب چمکتے ہیں انوار خزائن اور چشموں کے اور نہیں دریافت ہوتا کہ کس قدر ہے جو نزول ہو گا اور یہ درگاہ عجیب ہے چاہئے کہ احتیاط کرے اس میں تا مخلوط نہ ہو جائے یہ درگاہ رویت و تفکر اور حدیث نفس سے کہ دیکھے صغیر کو کبیر اور حقیر کو عظیم بسبب معنی مرآت کے تو خبر دے بڑائی اس مقدار نازل کی اور عظمت اس کی تو پھر چھوٹا ٹھہرے اور یہ ایک مظنہ ہے مظان سے قول تبارک و تعالیٰ کے وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیۃ ، اور اصحاب کشف کونی مطلع ہوتے ہیں اس واقعہ پر مانند خواب یا ہاتف کے بے جانے خزائن اور مبادی کے تو اگر ہوتے ہیں ان میں سے جو تعبیر کی حاجت نہ رکھیں بسبب موافق ہونے ان کے خیال کے تصویر کے ساتھ طبیعۃ کلیہ کے واسطے معنی مثال کے جسد ارضی میں جسم ہو یا جسمانی تو ہوتا ہے وہ امر ویسا جیسا انہوں نے دیکھا

بلاتفاوت اور نہیں تو حاجت ہوتی ہے تعبیر کی اور واقف ہونا حقیقت امر پر اس وقت بہت دشوار ہوتا ہے ہاتھ پھیرنے سے اوپر درخت خاردار کے۔

تحقیق شریف امت مرحومہ کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی بہت خوب ہے اصحاب خلافت ظاہری کو حدیں جاری کرنے اور اسباب جہاد تیار کرنا اور حدود ولایت نگر رکھنے اور ایلچیوں کو اجازت دینے اور فراہم کرنا صدقات کا اور خراج کا اور اس کو اس کے مستحقوں پر تفریق کرنا اور قضایا فیصلہ کرنے اور یتیموں کا غور کرنا اور مسلمانوں کے اوقاف اور راستوں کی حفاظت اور مسجدوں کی خبر گیری اور علیٰ ہذا القیاس جو ان امور سے مشتغل ہو اس کو ہم خلیفہ ظاہری کہتے ہیں اس کے واسطے پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت اچھی ہے جو طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اس باب میں اور اس کی تفصیل کتب حدیث میں مذکور ہے اور جو اصحاب خلافت باطنی ہیں یعنی شرائع تعلیم کرتے ہیں اور قرآن شریف اور حدیث شریف اور امر معروف اور نہی عن المنکر کرتے ہیں اور جن کے کلام سے دین میں نصرت حاصل ہوتی ہے یا تو ساتھ مجادلہ کے جیسے متکلمین یا ساتھ نصیحت کے جیسے واعظین یا ساتھ صحبت کے جیسے مشائخ صوفیہ اور جو قائم کرتے ہیں نماز اور حج ادا کرتے ہیں اور جو لوگ رہنمائی کرتے ہیں احسان کے طریق حاصل کرنے کی اور ترغیب کرتے ہیں عبادت اور زہد کی ان لوگوں کو ہم کہتے ہیں خلیفہ باطنی ان کے واسطے پیروی اچھی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو فرمایا ہے آپ نے اس باب میں جس کی تفصیل مذکور ہے کتب حدیث میں پس اس مقدمہ کل پر اجماع ہے اور اسی واسطے تم دیکھتے ہو کہ فقہاء اخذ کرتے ہیں سنت رسول اللہ علیہ وسلم سے اشباہ الامور میں اور سند لیتے ہیں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثواب ہمارے واسطے ہے کہ ہم تفریع کریں اس پر بھیجنا داعیوں اور نائبوں کا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھیجتے تھے اطراف میں اور قبائل میں ایسے لوگ جو داعی ہوں ایمان کے اللہ اور اس کے رسول پر اور ان کو احکام شرع پہنچائیں چنانچہ آپ نے بھیجا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو طرف بنی عبدالقیس کے اور مصعب ابن عمیر رضی اللہ عنہ کو طرف اہل مدینہ کے اور ان کو کچھ تفویض نہ کیا امور خلافت ظاہر میں سے پس اُن کا یہ کام تھا کہ لوگوں کو اسلام کی طرف داعی ہوں اور تعلیم کریں قرآن شریف اور سنت اور فرق خلیفہ ظاہری اور خلیفہ باطنی میں یہ ہے تعداد اہل باطن کا مفضے الی المنازعت نہیں ہوتا ان کی آپس میں خصومت نہیں ہوتی بخلاف اہل ظاہر کے اور

فرق درمیان خلیفہ اور داعی کے اور ایلچی کے یہ ہے کہ خلیفہ تو چاہیئے عالم وسیع الکلام اور داعی کو لکھ دیا جائے ایک دستور العمل اس پر عمل کرے اس کے سوا جو اشکال ہو تو خلیفہ سے رجوع کرے اور اکثر طریقے داعیوں اور ایلچیوں کے اخذ کیئے جاتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داعی اور ایلچی بھیجنے سے طرف قوموں کے ہجرت سے پہلے پس غور کرو۔

مشہد سی و ہفتم ۳۷

میں نے اپنی روح کو پایا کہ دوچند ہو گئی اور عظیم اور فراخ اور وسیع ہو گئی تو میں نے تامل کیا اس وجدان میں تو دریافت ہوا کہ عارف اس شئی کو پاتا ہے اور سِر یہ ہے کہ اسرار حضرات الٰہیہ کے جو منعقد ملاء اعلیٰ میں ہیں عارف کی روح میں حلول کرتے ہیں اور نزول ہوتا ہے برکات الٰہی کا جو منعقد ہیں مدارک جمیلہ میں اولا اور منقسر ہیں ساتھ آیت متلوہ منزلہ اور اوپر قلب رسول مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے یا اسمائے مشہورہ جن کو تعبیر کرتے ہیں حق سے موافق صدور ان آثار کے اس سے از روسرشت وجبلت کے اور طبیعت اور دیدن فی الناس کے ثانیاً پس حلول ان حضرات کا اور برکات کا عارف کی روح میں پیدا کرتا ہے وسعت و فراخی اور قوت پس نہ دیکھے گا تو کسی کو کہ وہ ایسے شخص کو غور سے دیکھے اور اس کے رعب میں نہ آجائے اور اس کی عظمت سے اور تعظیم سے پیش نہ آئے اور ظاہر ہوتا ہے اس کے جلالت چہرہ سے اس کی ذات کا کرم اور اس کی فراست و ہمت میں برکتیں پس یہ سِر ہے اس وجدان کا اور اس کی اصل

مشہد سی و ہشتم ۳۸

میں نے دیکھی ایسی درگاہ کہ اس کی نسبت طبیعت کلیہ سے ایسی ہے جیسی نسبت قوت ارادہ وعزم کو درحالیکہ مقرون ہوں حرکت طبیعت سے کسی فرد کے افراد انسان میں سے تو جس طرح انسان کے خیال میں لذت نفع حاصل کرنے کی یا ضرر دفع کرنے کی متمثل ہوتی ہے پس خیال خلاصہ اس صورت کا چھانٹ لیتا ہے اور اس قوت میں اس کو ڈال دیتا ہے تو وہ قوت برانگیختہ ہوتی ہے تو عزم حاصل ہوتا ہے پھر عضلات کر حرکت حاصل طرف مطلوب کے اسی طرح نفس قوی مجرد کے نزدیک متمثل ہوتی ہے ہمت ظہور واقعہ کی بیچ عالم ناسوت کے اور نکال لیتی ہے خلاصہ اس صورت مطلوبہ کا اور اٹھا لے جاتی ہے ساتھ معرفت اپنے

رب کے اس درگاہ پھر برانگیختہ ہوتا ہے حکم طبیعت کلیہ کے قلب سے اور علم مثال میں
صورت واقعہ آتی ہے پھر جس وقت ہوتا ہے موقع اس واقعہ کا عالم ناسوت میں اللہ اس کو پیدا کردیتا
ہے جیسے پیدا کیا تھا عالم مثال میں تو میں نے دریافت کیا کہ ہمت کی تاثیر اس وجہ سے جو ہم نے بیان
کی یہی کمال ہے انسان کا اور وہ معد ہے اس بات کی کہ نفس جارجہ ہو جائے حق کے جوارح سے برزخ میں

تحقیق شریف کبھی منکشف ہوتا ہے عارف کو کہ قضا ضرور متعلق ہے ایک واقعہ کے ایجاد
کرنے میں اس طرح اور اس طرح اور اس میں تقدیر مبرم ہے پھر وہ عارف دعا کرتا ہے
کوشش ہمت سے اور دعا میں بہت الحاح کرتا ہے یہاں تک وہ قضا منقلب ہو
جاتی ہے ایجاد میں دوسری طرح پر اور پاتا ہے اس کو حسب ہمت چنانچہ روایت ہے حضرت
سیدی عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے بیان میں ایک سوداگر کے حضرت حماد دباس کے اصحاب
میں سے اور جیسا کہ واقع ہوا جناب والد رضی اللہ عنہ سے بیچ قصہ مرزا ہدایت وغیرہ کے اور
اس میں جو اشکال ہے وہ مخفی نہیں ہے اور حق میرے نزدیک یوں ہے کہ یہ امر دو وجہوں
پر ہے ایک تو یہ ہے کہ بعض اسباب عالیہ مقتضی ہوتے ہیں اس امر کے ازروئے اقتضای متاکد
کے اور بیشک ہر اقتضاء میں ایک شئی واحد ہے اس کی نقیض کا احتمال اس میں نہیں ہے اور
بیشک اس میں صورت واقعہ کی کامل اور وافر ہے بغیر کسی انقباض کے جو اس پر وارد ہو کسی در
سبب سے تو منکشف ہوتا ہے عارف پر یہ اقتضای متاکد اپنی صورت اور ہیئت پر اور دیکھتا
ہے قبیح قدر مبرم کا روزن سے اس اقتضاء کے اور اس کو نہیں دیکھتا صریحاً پس گمان کرتا ہے
کہ قدر مبرم ہے پھر اس کی ہمت بہت ہوتی ہے اسباب معدہ میں سے واسطے نزول قضاء
کے پس وقت مزاحم ہونے ان اسباب کے اس ہمت سے اللہ کی حکمت ایک امر قبض
کر لیتی ہے اور دوسرا امر بسط کر دیتی ہے تو مراد ظاہر ہو جاتی ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ
سبحانہ پیدا کرتا ہے صورت اس واقعہ کی عالم مثال میں اجزائے جسمانیہ سے پھر اسی دنیا کی
طرف نازل کرتا ہے تو متحد ہو جاتی ہے وہ صورت واقعہ ناسوتیہ سے اور یہ معنی ہیں نازل کرنے
انعام اور میزان اور حدید کے اور نازل کرنے بلا کے پس معالجہ کرتی ہے اس کا دعا پھر یہ صورت
مخلوقہ نے عالم مثال کبھی محو ہو جاتی ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یمحو اللّٰہ ما یشاء ویثبت وعندہ
ام الکتاب اور محو وہ شئی ہے جس کا نام رد قضا ہے قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں کہ لا یرد
القضاء الا الدعاء پس کشف ہوتا ہے عارف پر وجود اس واقعہ کا اور تعبیر کرتا ہے اس کو قضا مبرم

پھر مصادم ہوتی ہے اس کو ہمت۔ تو پھیر دیتی ہے اس کی طبیعت کے تن سے واللہ اعلم۔
تحقیق شریف کبھی وعدہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ سبحانہ کسی اہل اللہ سے پھر نہیں ظاہر کرتا اس امر کو اس وعدہ پر باوجودیکہ الہام حق ہے تو مشکل ہوتی ہے یہ بات اکثر لوگوں پر اس اشکال کے دفع کرنے میں مشائخ نے کلام کیا ہے تو کہا ہے مشائخ نے کہ اکثر اوقات لطف الٰہی اس بندہ پر ہوتا ہے کہ ایک اچھا وعدہ کرتا ہے جس سے اسے رغبت اس کا انتظار کرتا ہے پھر وہ وعدہ وفا نہیں ہوتا تو یہ بندہ محبت نعمت سے ترقی کر کے منعم کی محبت کرتا ہے اور افعال کی حب سے حب ذات صفات کرتا ہے مشائخ نے ارادہ کیا اس امر سے یہ وعدہ وفا نہ کرنا نقص نہیں ہے واجب ہے اللہ تعالیٰ کے تنزیہ مطلق بلکہ بسا اوقات وعدہ وفا نہ کرنا بخل وغرور اور تدلیس ہوتا ہے تو یہ نقص ہوا اور اللہ تعالیٰ نقصان سے پاک ہے اور کبھی ہوتا ہے بندہ پر لطف اور اس کی ترقی کا سبب اور ترقی کی تقریب تو یہ صفت ہوئی کمال کی اور اس کے واسطے نظیریں ہیں اور نظیروں میں سے ہے تقدیم کلمہ کی یا تاخیر اس کی اس کے محل سے واسطے ضرورت رعایت فاصلہ کی اور اسی طرح کلام کرنا مجاز سے بسبب ضرورت نہ ہونے کلمہ کے مثل اس کے حقیقت میں غذوبت میں مانند اس کے تو گر ہم اس کو اضطرار اور عدم قدرت جانیں تو نقصان ہے اور اگر ہم یہ سمجھیں کہ قرآن شریف لغت قریش میں نازل ہوا ہے ان کی لغت میں تقدیم و تاخیر ہوتی ہے واسطے رعایت فاصلہ کے اور تجوز عذوبت کے یہ ان کی لغت میں نازل ہوا ہے اضطرار کے سبب نہیں بلکہ ان پر لطف کر کے کہ کتاب ان کی لغت میں ہے جیسے وہ جانتے ہیں تو اس میں تدبر کریں جس قدر تدبر چاہیئے تو صفات کمال ہے بس ہے یہ قول ان کا اور یہ ہے توجیہ اور تحریر اس کی لیکن ہم کہتے ہیں یہ وجدان حق ہے منکشف ہوا ان کو پھر رجوع ہوئے وہ بعد اس کے طرف رویت کے تو روبرو آئے ان کے وہ علوم جن کا خزانہ سینہ ہیں ان کے کھل گئے ان سے تاویل ان کے وجدان کے اور ان کے وہ قلوب کو اطمینان حاصل ہو گیا اطمینان سے اس تاویل تراشی ہوئی سے اس جائے سے کہ ان کو خبر نہیں اور ایسا اکثر اتفاق ہوا ہے اور یہ بعینہ ہمارے اس مسئلہ کی نظیر ہے بس جیسا کہ وعدہ حق ہے اور موعود کبھی نہیں ظاہر ہوتا اسی طرح تعلیم حق ہے اور اس میں تاویل تراشیدہ ہے فتدبر اور حق صریح یہ ہے کہ الہام ایک قسم ہے تجلی حقائق کے واسطے بندہ کے علی ما ہی علیہ جس وقت چھوڑ دیا جاتا ہے درمیان بندہ کے اور درمیان تجلی صریح کے حجاب اور تنگ ہوتا ہے

درمیان بندہ اور حالت تجلی کی جو مگر قدر حلقہ انگشت ابہام و مسبحہ کے تو ہو جاتا ہے تجلی خطاب والہام اور خاطر وہاتف حسب اختلاف استعداد قوت دراکہ کے اور اسباب حاکمہ فی الوقت کے اور جب ہوا وہ امر اس طرح تو سبب عدم وقوع موعود کا دو باتیں ہیں ایک تو یہ ہے کہ ان دونوں میں سے کہ منکشف ہو بندہ کو اقتضا کسی سیّد کا سادات کا ملاء اعلیٰ سے اس حیثیت سے کہ اگر جمع ہو امر ساتھ اس اقتضار کے فقط تو ضرور ہے اللہ کی حکمت میں یہ کہ قبول ہو دعا اس کی اور زیادہ کیا جاوے اس کے واسطے اس کا اقتضاء لیکن وہاں ایک اور اقتضاء ہے دوسرا اس کے مانند اور اس سے موکد کہ واجب ہے اللہ کی حکمت میں جب دونوں اقتضاء جمع ہوں اور ایک دوسرے سے مقابلہ کریں قوت میں وہ قوت کہ طبیعت کلیہ کے قلب میں ہے بمنزلہ قوت ارادہ و عزم مقرر ذہن کے عضلات کے تحریک کو تو حکم ہو دوسری طرح اور پائی جائے مثال میں دوسری صورت تو پس یہ بندہ بسا اوقات نہیں پہنچتا اس صمیم قوت عازمہ کو جو قلب میں ہے طبیعت کلیہ کے اور بیشک میں خیال کرتا ہوں کہ وہ مرکز عرش میں ہے اور تحقیق مرکز واسطے اس کے ہو گیا ہے ٹھکانہ عناصر و موالید کا تاکہ اضافہ ہو اس کی طرف بلا واسطہ اور اخذ کرے اس سے طرف اس کے بلکہ پہنچی طرف خلاصہ سیّد اور صفاہمت کو اور دیکھے اس روزن سے قوت عازمہ کو تا مختلط ہو جائے رنگ مرات اور مرئی کا آنکھ میں اور قاصر ہو اس کا علم احاطہ اسباب سے اور پہنچنے سے تہ کو اس حقیقت کے تو نہ پہچانے وہ بندہ مگر یہ اقتضاء اور اس کا حکم اس واسطے کہ ہمت اس سیّد کی جامع ان احکام مانع ہے ایسی کے احکام مضادہ کو پس سرایت کرتی ہے جمع اور منع اس میں اس حیثیت سے کہ نہیں دریافت کرتا پھر منکشف ہو جاتا ہے یہ انکشاف خطاب سے ساتھ ان سببوں کے جو ہم نے ذکر کئے اور جن کا ذکر نہیں کیا اور نہیں ہوتی یہ خبر دینی سامنے اور روبرو کے تاکہ سچی ہو ضرور اور دوسری یہ ہے ان دو باتوں سے کہ اس شخص کو ایک امر منکشف ہو مجمل اور محوّل ہو جائے یہ انکشاف اجمالی الہام مجمل پس مبادرت کریں اس کی سینہ کی علوم مخزونہ اور اس کی شرح کریں اس حیثیت سے کہ دریافت نہ ہو جیسا کہ اس کی علوم شرح کرتے ہیں انکشاف اجمالی کے سونے میں اور وہ ہو جاتا ہے ایسا خواب کہ محتاج تعبیر کا ہو اسی طرح یہ مختلط الہام اجمالی اور شرح اور تفسیر تراشیدہ علوم مخزونہ سے محتاج تعبیر کا ہوتا ہے اور اس وقت کچھ اعتبار نہیں ٹھنڈک اطمینان کی اس واسطے کہ فی الحقیقت یہ دل کی تسلی ہے ایک امر اجمالی سے اس حیثیت سے

کردہ محفوظ ہے اس شرح میں اور کبھی اس کی طرف متبادر ہوتی ہیں خطرات نفس اور استعجال طبیعت اور تسویل شیطان تو آدمی کی نظر قاصر ہوتی ہے تمیز سے تو وہ امر اس کے نزدیک غیر مبین رہتا ہے الغرض جو دیکھے اس صورت مختلطہ کو وہ کہے گا کہ وعدہ کیا اور موعود نہ ملا اور جو شخص دیکھے ہر شئی کو متمیز دوسری سے وہ کہے گا وعدہ اجمالی اور وہ وفا ہوا اگرچہ کسی عالم میں ہوا اور کسی قالب میں ہوا اور صورت تراشیدہ یا ساختہ اس شئی کے کہ وہ اس کی تفسیر ہے محتاج تعبیر کی تھی اور تعبیر نہ پائی جیسے چاہئے تھی اور یا مخلوط ہوگئی اس سے جس سے آلودہ ہوا صدق اور اپنی صرافت پر نہ رہی خلاصہ یہ کہ یہ دونوں وجہیں عاری رکھتی ہیں متوسطین کو مگر اہل کمال اس سے علیحدہ ہیں مگر یوں کہا جائے کہ محتاج تعبیر و لیکن ان پر اپنے تبحّر کے سبب احکام عالم میں امر چھپا نہیں رہتا واللہ اعلم۔

تحقیق و تمثیل جاننا چاہئے کہ تحقیق ارادہ ہے نردبان علتوں صدور خلایق کا لیکن ارادہ کی ایک محل علّۃ جہاں سے وہ صادر ہوتا ہے اور وہ کیا ہے ذات کا مقتضا ہونا اس ارادہ کے واسطے اور ذات کے مستلزم ہونے کو اس ارادے کو اس امر میں کسی کو شک نہیں اس واسطے کہ ارادہ بذات خود تو واجب نہیں ہے لیکن وہ ارادہ واجب بذات الواجب ہے باقی رہی یہاں ایک بات بہت مشکل وہ یہ کہ آیا تعلق ارادہ کا ساتھ اس کے نہ اس کی ضد سے بسبب خصوصیت اس کے اور تعین اس کی واجب ہے ساتھ ذات ارادہ کے نہیں مرتفع ہوتا واسطے اس کے وجوب طرف ذات واجب یا مرتفع ہوتا ہے وجوب اس کا اس جہت سے بھی طرف ذات واجب کے جیسے کہ مرتفع ہوتا ہے وجوب نفس ارادہ کا طرف ذات واجب کے پس پوشیدہ ہے یہ سرّ اکثر لوگوں پر اور حق یہ بات ہے کہ جو فاقد ہے واسطے وجوب ذات اس کی کے اور اس کے وجود کی اصل اس کی ذات سے وہ فاقد ہے واسطے ہر کمال کے جو پیدا ہو واسطے اس کے بعد اس کے وجود اور وجوب کے باعتبار اس کی ذات کے جزاین نیست کہ اس کو آراستہ کرتا ہے اس کمال سے وہ جو آراستہ کرتا ہے اس کو ساتھ وجوب کے اس سے تو پس نہیں ہے تعلق ارادہ کا مگر مقابل فراخی استعدادوں تاثیریہ کے جن کا نام اسما ہے اور استعدادوں تاثیریہ جن کا نام اعیان ہے بسبب اقتضاء ذات اور اس کی مستلزم ہونے کی اور فراخی ان دونوں استعدادوں تاثیریہ کے واسطے اس کے ایک حصر ہے کہ منع کرتا ہے زیادتی کو اور نقصان کو جو ظاہر ہو جہت سے اور ہم

ایک مثل اس کی بیان کریں کیا یہ بات نہیں ہے کہ محاسب کہ جب ارادہ متعلق ہو واحد
سے تو پیدا ہوگا اس سے واحد اور واحد دوسرے نظر سے تو حادث ہوئی دو اور پھر نکلا اس
سے ایک اور ایک ایک تیسری نظر سے تو حادث ہوئی تین غرض اور جس وقت متعلق ہوا
ارادہ اس کا ایک مشتق کو دوسرے مشتق سے ضم کرنے کا بقدر وسعت اس کی علم کے تو
حادث ہوئے مراتب احاد اور عشرات اور آیات اور الوف کے پھر ان کو جمع کیا بعض ساتھ
بعض کے اور بقدر فرض عقل کے تو ہونگے امور غیر متناہی بذات خود محصور نسبت کرنے طرف
واحد کے کیونکہ مشتق ہوئی ہیں اس سے نہ اس کے سوا اور وہ متمیز ہیں بعضی مراتب بعض سے
جہت طریق اشتقاق سے تو اس وقت ہوگی علت ظہور ان صور عددیہ متکثرہ کے تعلق
ارادہ کا ساتھ ظہور کمال محاسب کے اور منشاء تعیّن ان مراتب کا ساتھ ترتیب و انحصار و
انضباط کا اس حیثیت سے کہ نہ زیادہ ہو نہ کم وہ طبیعت عددیہ ہے جو محفوظ ہے ارادہ
سے پہلے گویا کہ ارادہ حکایت ہے واسطے اس کی طبیعت کے اور منصہ ہے اس کے
ظہور احکام کا تو پس نسبت جعل اور ایجاد کی طرف ماہیات کے ایسی ہے جیسے نسبت تاثیر
محاسب کی بیچ اعداد کے جہت ظہور ان کی صورتوں کے بعد اس کے کہ نہ تھی اور نسبت
ماہیات اور ان کے لوازم کی طرف ان کے مفیض کے جعل سے پہلے ایسے ہے جیسے نسبت
اعداد کی طرف واحد کے اور تقدم ان کے بعض کا بعض سے اور لزوم خواص ان مراتب
کا طبیعت عددیہ کے قبیل سے ہے فقط پس یہ معنی ہیں ان کے قول کے الماہیات غیر مجعولہ
اور جعل و ایجاد وہ ظہور ہے کہ اور فیض مقدس اور ارتباط ماہیات کا اپنے مفیض سے ایسا ہے
جیسے ارتباط مراتب عددیہ کا ساتھ واحد کے اور تعیّن ماہیات کا ساتھ خواص اپنے کے ایسا
ہے جیسے تعین ان مراتب کا اپنے خواص سے فرضاً پہلے اس سے کہ متعین ہو وجود اور وہ
فیض اقدس ہے تو بس جیسے واسطے عدد کے ہے سلسلہ ترتیب وار بعض بعد بعض کے کہ
ممتد ہے واحد سے طرف نامتناہی کے کامن بیچ واحد کے جہت فرض سے نہ جہت تقرر
بالفعل سے اسی طرح ہے واسطے طبیعت کلیہ کے ساتھ اس شئے کے جو اس کے حیز میں ہے
ارکان و موالید سلسلہ مرتبہ بعض بعد بعض کے معلوم الخواص والمراتب چنانچہ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ
از روئے حکایت ان حقائق کے وما منا الا له مقام معلوم کہ منقسم ہے طرف انواع کے
انقسام حاصر ایسا کہ نہ زیادہ ہو نہ کم اور نہ ممکن ہو ابد تک پھر منقسم ہوتی ہیں وہ انواع

طرف افراد کے جب ان کو ضرب کریں اتصالات فلکیہ وارضیہ میں اور ملاحظہ کریں وضع سابق کا واسطے وضع لاحق کے تا غیر نہایت ممتد ہے یہ سلسلہ ماہیت الماہیات سے اور حقیقت الحقایق سے طرف لانہایت کے کہ کامن ہے حقیقت الحقایق میں اور بسیط اشیاء میں جہت فرض وامکان سے نہ جہت تقرر بالفعل سے پھر مرتبط ہوا ساتھ حقیقت الحقایق خارج کے اور اس میں ظاہر ہوا صورت الحقایق کے اور ارتباط خارج کا حقیقت الحقایق سے ایسا ہے جیسے ارتباط لوازم کا ساتھ ماہیات کے پس صادر ہوئی اس تجلی بالارادہ والاختیار سے طبیعت کلیہ واحدہ کہ وہ مانند ایک شخص واحد کے ہے کہ جس سے صادر ہوا اس واسطے سے ارکان و عناصر پھر حاصل ہوا امتزاج عناصر اور ارکان سے موالید اور ادراک کیا اس شخص واحد نے اپنے رب کو فرد صمد اپنے خیال میں تو حاصل ہوئی صورت علمیہ کہ وہ کیفیت علمیہ ہے ایک اعتبار سے اور نفس معلوم ہے ایک اعتبار سے اور نفس علم ہے ایک اعتبار سے اور پہلے تجلی ہے طبیعت کلیہ میں پھر نازل ہوئی مدارک مقیدہ تو ہو گئے حضرات ان میں ہی سے خطیر قدس وغیرہ۔

مشہد سی و نہم ۳۹

اخلاق انسان میں سے ایک خلق ہے اس کا نام سمت صالح ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ وہ تیقظ ہے ناطقہ کا اپنے اعمال اور اخلاق کا جو اس میں اور اللہ تعالیٰ میں ہیں یا وہ اعمال واخلاق درمیان اس کے اور لوگوں کے ہیں اور ان کا ہدایت پانا ہے واسطے نظام صالح کے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہوا اپنے بندہ سے تو جب اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی بہتری چاہتا ہے تو اس کو سمجھ دیتا ہے ان اعمال واخلاق کی اور ہدایت کرتا ہے اس کو ان کے نظام صالح کی وہ سمجھ افاضہ ہوتی ہے درگاہ رحمت سے بے فکر و رویت کے اس سے اور یہ افاضہ تحقیق ایک برکت ہوتی ہے نفخ کی گئی خلق سمت صالح میں اور یہ معنی ہیں اللہ تعالےٰ کے اس قول کے واوحینا الیہم فعل الخیرات واقام الصلوٰۃ اور یہ صورت ہے ایجاد فعل کی اور تابع ہوتا ہے اس ایجاد کے ایجاد علم ان اعمال واخلاق اور ان کے نظام محبوب کا اور اللہ کے بندوں میں سے کوئی کامل نہیں ہوتا مگر ساتھ ان دو ہدایتوں کے لیکن بہت سے افراد انسان ہیں کہ مستوجب ایجاد مشافہ کے نہیں درگاہ رحمت سے بغیر واسطے کے تو اس وقت بہتری یوں ہوتی ہے کہ رحمت متوجہ ہوتی ہے کسی کامل بشر کی طرف جو استحقاق رکھتا ہو اپنی جبلت کے سبب

اس امر کا نکل آئے احکام فرد خاص سے اور رہ جائے گروہ مردم میں ان کے مزاج کے موافق اعمال و اخلاق کے اور ان کی ترقی کے طبیعت کے لائق جو ان کے واسطے تقدیر کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کی قربت سے اور نیز متوجب ہوا اس امر کا اپنی فطرت کے سبب کہ جذب کرے حیز طبیعت سے حیز قدس کے اور وہاں منصبغ ہوا اس کا نفس ساتھ لون وحی کئے گیؤں کی اور احاطہ کر لی ان دونوں ہدایتوں کا از روئے تحقیق اور نہیں کی پس جس وقت متوجہ ہو رحمت طرف اس کامل کے جس کی یہ صفت ہو وہ رحمت اس سے مل جائے اور اس کو ڈھانک لے تو اس کو منطبع ہو جائے یہ سرّ مراد اور قالب ہو جائے یہ سرّ اجمالی اپنی بقا کی صورت میں ساتھ احکام ان لوگوں کے پس سرایت کرے اس سے درحالیکہ وہ ظرف علم ہے پھر وارد ہو خیر فکر میں اور رویت میں پھر کلام کرے جیسا کہ اس کو حاصل ہوا ہے اور یہ ہے حقیقت نزول شرائع کی نبیوں پر از روئے وحی کے اور نزول طریقہ کے اوپر اولیاء کے از روئے کشف اور الہام کے تو محتاج واسطہ کا سنا ہے اس سے ایسا کلام جو دلالت کرتا ہے اوپر نظام مراد کے پس متبادر ہوتی ہے اس کامل کی طرف اس سے اخذ کرتی ہے خلق سمت صالح اور خلق حکمت اللہ تعالیٰ کی توفیق سے جس قدر کہ اس کے خواص نفس کے مناسب ہے اور چھوڑ دیتا ہے امر عامہ کو پس متمثل ہو جاتا ہے اس کی آنکھوں کے سامنے نظام مراد اور ہو جاتا ہے حکم فیصل سب امور میں تو وہ فائز ہوتا ہے سعادت کو اور ہو جاتا ہے ان میں سے جنہوں نے صراط مستقیم کی ہدایت پائی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان میں سے تھے جن کی عقل متوجب ہوئی بعد معرفت کے اس شے کے جو مناسب تھا ان کے خواص نفس کو پہچانیں اکثر چیزیں امت کے حال کی پس فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حالت کی آگاہی کے واسطے ان کو لقد کان فیمن قبلکم محدثون اور فرمایا ہے لوکان بعدی نبی لکان عمر وہ یہ ہے اور بیشک مجھ کو اللہ تعالیٰ نے اس میں حصہ دیا پس سمجھائے مجھے لوگوں کے مشرب اللہ کے قرب میں ان کے تو اس درگاہ سے یہ بات بھی ہے کہ انسان نہیں قابل ہوتا اس کی قربت کے جب تک نہ پہچانے نور طہارت کو اور اس کے فقدان کو اور جب تک نہ پہچانے طبیعت کے پردے پڑے ہوئے کو درمیان اپنے اور اس نور کے اور پہچانے طبیعت کے غلبہ کو اس کے علاج کو اور ہیئت نفسانیہ کو جو اعادہ کرتی ہے اس کی طرف وہ شئی جو گم ہو گئی ہے تجزیہ کرے اس کو اپنے نفس سے اور احاطہ کرے اپنے

نفس کا اس جہت سے از روے علم کے اور یہاں تک کہ پہچانے لذت مناجات کے
سجدے میں اور پہچانے کہ کیونکر اس کی روح کو رقت ہوئی اور صاف ہوئی اس حالت
میں اور اٹھ گیا حجاب جو اس روح اور اللہ کے درمیان تھا تو ہو گیا مشابہ بسبب مناجات
کے جلسیا انکھوں سے دیکھا اور پہچانے اس امر کو کہ کیونکر پردہ پڑتا ہے اس کے قلب
پر بعد اس کے اور کیونکر دفع ہو جاتا ہے ساتھ التجا کے خشوع سے اور ہیبت بدنی اور
نفسانی پر پھر لاتی ہے اس شئی کو جو گم ہو گئی تھی اور یہاں تک کہ پہچانے یقین کو یعنی جمع خاطری
کو اللہ کی طرف اور اعتماد اللہ پر اور پہچانے کہ متفرع ہوتا ہے اس خلقت پر تفرع بیچ دعا
کے واسطے بہتری دنیا اور آخرت کے اور پناہ مانگنے فتنوں سے اس امر کی معرفت سے
کہ اعمال و اخلاق اس کے اور اعمال و اخلاق اس کے سوا کے اور مصائب زمانی کے اس کے
ساتھ میں نہیں سب اللہ کے ہاتھ ہیں جو خدا چاہتا ہے سو کرتا ہے اور پہچانے کہ یہ خلت
اسے کیا ہدایت کرتی ہے استخارہ سے ہر شئی سے جو اس پر وارد ہو بیقراری سے طرف دعا
کے اور پناہ مانگنے مضطر ہو کر جہت معرفت سے اور پہچانے کہ کیا اللہ نے اس کے واسطے
مہیا کیا ہے دنیا اور آخرت میں اس چیز میں جس سے رجوع ہو طرف قربت کے اور جنت
بہتر ہے لذات فانیہ جسمانیہ سے اور یہاں تک کہ جان لے حجاب طبیعت کا اور وہ کیوں
کر اس پر غالب آجاتا ہے اور کیوں کر اس کے نور کو فاسد کر دیتا ہے اور اطمینان کو پھر
کیوں کر علاج کیا جائے غلبہ طبیعت کا اور پہچانے رسم و سوز معرفت کا پس جس شخص نے
ان امور کو اپنے نفس سے پہچان لیا اگرچہ بقدر حوصلہ اپنے نفس کے تو وہ شخص مقرب ہے
اور اس کے قلب میں ایمان کی بشاشت داخل ہوئی پس اپنے پر لازم سمجھ لے کہ تو اپنے
نفس کا طبیب ہو اور خبردار ان علوم کو پس پشت نہ کیجیو

مشہد چہلم

اطلاع دی مجھے اللہ سبحانہٗ نے روح کی حقیقت پر بیشک روح وہ شئی ہے کہ اس کے
بدن سے جدا ہونے سے انسان مر جاتا ہے اور اسی سے حس و حرکت و حیات ہے اور
اس کے طبقے اور لطائف ہیں اقرب بدن میں اس کا جسم ہوائی ہے کہ تکون اور جسم
ہوائی کا قلب میں ہے پھر وہ منتشر ہوتا ہے بدن میں اور حمل کرتا ہے قوت دراکہ اور طبیعیہ کو جسم

ایک حقیقت مثالیہ ہے اور وہ ہے کہ منعقد ہوتی ہے پہلے اس کے تکون کے ظہور سے عالم ناسوت میں اور اسی سے لیا گیا ہے میثاق پھر ایک حقیقت روحیہ ہے وہ ایک حصہ ہے صورت انسانیت کا ایسی صورت انسانیہ کہ مکتف ہے عوارض مشخصہ سے جو قوای افلاک وعناصر سے مقتضی ہیں واسطے احکام خواص کے پھر صورت انسانیہ ہے قطع نظر مشخصات سے پھر صورت حیوانیہ ہے پھر صورت نامویہ ہے پھر صورت جسمیہ ہے پھر حصہ ہے طبیعت کلیہ سے پھر انبساط ہے حکم باطن الوجود کا لوح خارج پر تو جو شخص کہے کہ روح جسم لطیف ہے حلول کئے ہوئے بدن میں جیسا حلول آگ کا کوئلے میں تو وہ سچ کہتا ہے اور جو کہے کہ روح مجرد ہے وہ بھی سچا ہے اور جو شخص کہے کہ روح قدیم ہے وہ بھی صادق ہے اور جو شخص کہے روح حادث ہے وہ بھی صادق ہے لکل وجھۃ ھو مولیھا لیکن یہ امر پوشیدہ نہ رہے کہ اقتصار قصور ہے۔

تحقیق قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکل نبی دعوۃ مستجابۃ فتعجل کل نبی دعوۃ وانی اختبأت دعوتی شفاعۃ لامتی اگر تم کہو کہ ہر نبی کے واسطے بہت دعائیں مقبول ہیں اور اسی طرح ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے بہت دعائیں مقبول ہیں جیسا کہ واقع ہوئیں استسقاد اور بیشمار موقعوں میں تو کونسی دعا کی طرف اشارہ ہے اس حدیث شریف میں کیونکہ اس کے سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک دعا ہے واسطے ہر نبی کے تو میں بتاؤں تم کو کہ وہ ایک دعا نہیں ہے ایک رغبت خاص کسی مطلب کی بلکہ جب بھیجا اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی اپنے بندوں پر لطف اور رحمت کے واسطے تو بندوں کا حال دو امر سے خالی نہیں یا اس نبی کے مطیع ہوئے تو یہ ان کے حق میں افاضہ برکات کا ہوا یا نہ ایمان لائے اس پر تو وہ مہربانی ورحمت قہر وعذاب ہوگیا ان پر اور دونوں صورتوں میں الہام کیا جاتا ہے میں نے الہام نفث فی الروع یعنی الہام قلب میں اس امر کا ان کے واسطے دعائے خیر کرے یا بد دعا کرے تو وہ دعا واحد ہے واسطے ہر نبی کے کہ اللہ کے اس لطف سے ناشئی ہے جس کے واسطے اسے بھیجا تھا لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جان لیا اپنے نفس سے اس امر کو کہ اللہ تعالیٰ نے نہیں ارادہ کیا ان کے بھیجنے میں فقط دنیا میں رحمت بلکہ ارادہ کیا ہے باوجود اسکے رحمت عام قیامت کے دن اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہیں آخرت میں اور شہادت آپ کے خواص سے ہے پس ان کے قلب میں الہام کیا گیا کہ وہ اس دعا کو رکھ چھوڑیں واسطے قیامت کے تو خوب غور کر

تو اس بیر کو جو غور کرنے کا حق ہے۔

مشہد چہل ویکم

تحقیقات افاضہ ہوا میرے دل پر خلق و ایجاد کا علم عموماً اور خلق کا علم عالم خیالیہ میں خصوصاً اور یہ کہ اجتماع نقیضین اور اجتماع ضدین نفس الامر میں لیکن اس طرح سے کہ احد النقضین ایک درگاہ میں ہو اور اس میں نہ ہو مگر یہ یقین کہ یہ امر یونہی ہے اور دوسرے نقیض دوسرے درگاہ میں اور اس میں نہ ہو مگر یہ امر یوں نہیں ہے اور ہم بیان کرتے ہیں تم سے یہ علوم جس قدر ان کا بیان آسان ہے خلق جمع کرنا اجزاء مختلفہ کا ہے اور افاضہ صورت مناسبہ کا ہے ان اجزاء پر یہاں تک کہ وہ اجزاء ہو جائیں ایک شی واحد اور خلق کبھی ہوتی ہے عناصر سے تو جمع ہو جاتی ہیں اجزاء عناصر اور افاضہ ہوتی ہے ان کو وہ صور جو مناسب عنصریت کے ہے کیفیت اور کمیت میں اور سب عرضوں میں تو وہ مخلوق انسان ہو جاتا ہے یا فرس اور خلق کبھی ہوتی ہے صور خیالیہ سے تو جمع ہو جاتے ہیں خیالات کہ تھے پراگندہ و منتشر خیال میں یا تنگ تھے خیال میں حلول کرنے سے صورت واقعہ کی بیچ خیال کے خارج سے تو افاضہ ہوتی ہے ان پر وہ صورت جو مناسب صور خیالیہ کو بیچ تجرد کے ایک وجہ سے اور آلودہ ہونے سے مادہ کے ساتھ ایک وجہ سے اور ہر خلق کسی عالم میں ہو اس عالم کے خارج سے اس عالم میں داخل نہیں ہوتی اس واسطے کہ یہ امر محال ہے اس کو عقل قبول نہیں کرتی ضرور ہاں یہ بات ہے کہ عالم محد ہے واسطے دوسرے عالم کے اور یہ امر ہے بسبب اس کے انتظام کے طبیعت کلیہ میں اور سرایت کرنے طبیعت کلیہ کی کسب عوالم میں برابر پس چاہیے کہ تیری نظر مجرد ہو عالم خیالیہ میں کہ وہاں بناتا ہے اور بگاڑتا ہے اور زندہ کرتا ہے اور مار ڈالتا اور تقریبات ہے واللہ کہ وہاں کل یوم ھو فی شأن ہے تو بسا اوقات ارادہ الٰہیہ متعلق ہوتا ہے واسطے تکوین ایک شخص خیالی کے تو برانگیختہ ہوتی ہے واسطے اس کے تقریب اور اسکے واسطے اجزاء خیالیہ جمع ہوتے ہیں اور عجائب اسرار سے ایک خلق نسب ہے بعد اس کے کہ نہ تھا ایک مرد اصل میں شریف اور شریف ہوتا نفس الامر میں ایک زمانہ میں اور یہ امر اس لیے ہے کہ اکثر اوقات ایک مرد اصل میں شریف نہیں ہوتا لیکن وہ پیدا ہوا ایسے زمانہ میں کہ اتصالات فلکیہ مقتضی ہیں اس کی بزرگی نسب کو اور میری رائے میں

یہ ایک نوع امتزاج ہے زحل کا شمس سے اور مشتری سے اس حیثیت سے کہ زحل مرآۃ ہوا اور نور شمس و مشتری کا اس میں منعکس ہو تو اس وقت ہو گی اور خدا خوب جانتا ہے اس مولود میں بزرگی نسب و نباہت کے اس کے سبب سے اور ہو وے وہ اتصالات ایسی حیثیت سے کہ محفوظ ہو اس کی صورت مفاضہ میں حکم اس اتصال کا جیسے محفوظ ہوتی ہے مولود میں شکل والدین کی اور نشان والدین کے اور اس مرد میں شرف موروث نہیں ہے تو حکم کیا جاتا ہے پہلے ملاء اعلیٰ میں اس کے شریف ہو جانے کا پھر اس میں ہمیشہ یہ معنی بڑھتے جاتے ہیں جیسا تربیت کرتا ہے انسان اپنے بچہ کو پھر وہ بڑا ہو جاتا ہے ایسا کہ اس سے ترشح ہوتے ہیں الہام طرف ملاء سافل کے اور انہیں عجائب اسرار سے ہے اقویا نبی آدم سوا کاملین کے تو جس وقت پہنچتا ہے انسان اپنی جوانی کو اور آتا ہے وہ اتصال جو مستدی ہے اس کے ظہور نسب اور نباہت امر کا تو نزول کرتا ہے یہ سرزمین میں تو نکلتی ہے حفاظت سے دوگوں کے یا بطون اوراق سے ایسی کوئی وجہ کہ دلالت کرے اس کے شریف ہونے پر اگرچہ وہ مخالف نفس الامر ہیں لیکن واقع ہوتی ہے وہاں شباہت کہ خیالات نبی آدم کے منقاد ہوتے ہیں اور اس پر جمع ہو جاتے ہیں کہ اس کو شریف کہیں اور جہت شرافت سے اس کی تعظیم کریں اور جس وقت یہ انسان اہل صلاح میں سے ہوتا ہے تو اکثر اوقات خواب میں دیکھتا ہے کہ وہ شریف ہے تو اس کو اطمینان ہو جاتا ہے اس سے اور جس کی حفاظت کی امر اول نے اور ذکر کیا گیا کہ وہ شریف نہیں ہے اس کے قول کا اعتبار نہیں ہوتا اور اس کو احاطہ کرتا ہے انکار ملاء سافل کا اور ہو جاتا ہے ایسا جیسے شریف نہیں ہے اور یہ سب باتیں خارج میں ایک کالبد ہیں اور تمثال ہیں واسطے تلون اس کے نفس کے ساتھ کون نباہت نسبیہ کے اور واسطے ہر نباہت نسبیہ کے خارج میں نسب ہے کہ مستند ہوتا ہے اس کی طرف یا یہ کہ امام ہو دین میں یا بادشاہ ہو دنیا میں پس متعین ہوتی ہے یہ استناد بمقتضائے وقت اور ہو جاتا ہے امر گویا سرے سے تھا ہی نہیں اور قیاس کرلے اس پر شرف جاتے رہنے کو کہ اللہ برانگیختہ کر دیتا ہے ایسے تقریبات عجیبہ کہ ان کے سبب لوگ بھول جاتے ہیں اس انسان کا شرف اور گم ہو جاتا ہے اس کے نفس سے لون نباہت نسبیہ کا اور سب لوگ اس پر مجتمع ہو جاتے ہیں کہ وہ شریف نہیں اور لکھی جاتی ہے یہ بات ملاء سافل میں اور جو کوئی اسے شریف کہتا ہے منکر ہوتے ہیں اس سے گویا اس نے غیر شریف کو شریف کی طرف

منسوب کیا اور ہمارا مقصود اس سے یہ نہیں کہ یہ اجتماع نقیضین ہے اس قبیل سے کہ ایک وجہ سے شریف نہیں ہے اس لئے کہ یہ تناقض فی الشئی نہیں ہے بلکہ یہاں دو درگاہیں ہیں کہ ایک میں ہر وجہ سے شریف ہے اور دوسرے میں ہر وجہ سے شریف نہیں واسطے دونوں خبروں کے مطابق ہے ان درگاہوں میں اور اسی باب سے ہے خلافت خلیفہ ظالم کی کہ ایک درگاہ میں خلافت ہے اور دوسری میں خلافت نہیں ہے اور اسی باب سے ہے تقارب زمانہ کا جس وقت قیامت قریب ہوگی کہ ہوگا ایک برس مانند ایک مہینے کے اور ہوگا ایک مہینہ مانند ایک جمعہ کے اور ہوگا ایک جمعہ مانند ایک روز کے اور یہ امر ہوگا واسطے منعقد ہوتے صورت فنا اور عدم کے ملاء اعلیٰ میں تو افاضہ ہوگا اس کا کون عالم ناسوت میں پس ان کے خیال میں آئے گا کہ امتداد ہے اور وہاں امتداد نہ ہوگا اور قیاسوں میں خلل آجائے گا کوئی انسان قادر نہیں ہوگا کہ ایک دن میں وہ کام کرے جو پہلے ایک روز میں کر لیتا تھا اور یہ امر ہوگا بسبب تاثیر اس سر کے جو افاضہ ہوا ہے ملاء اعلیٰ سے بمنزلہ تاثیر وہم انسان کے لغزش میں اس کے پاؤں کے اس تنہ درخت سے جو درمیان دو دیواروں کے ہو اگر یہی تنہ درخت زمین پر رکھا ہوتا تو ہرگز لغزش نہ ہوتی اس کے پاؤں کو اور واسطے اجتماع نقیضین کے بہت صورتیں ہیں کہ ہمارا کلام ان کو احاطہ نہیں کر سکتا اس وقت واللہ اعلم۔

مشہد چہل و دوم ۴۲

افاضہ ہوئے مجھ پر اسرار مبدأ اور معاد کے اسرار میں سے ہے پہنانا اہل جہنم کو سرادیل قطران کے اور اہل جنت کو پہنانا سندس و حریر کا اور اس کے سوا اور لباس فاخرہ کا اور اسی طرح اہل جہنم کے منہ سیاہ ہونے اور اہل جنت کے تروتازہ ہونے اور سوا اس کے ایسی ہی شکلیں جو ہم نے بیان کیں اور اس کا بھید دو مقدموں پر موقوف ہے ایک ان دو میں سے یہ ہے کہ نفس کے درمیان جس سے میری مراد وہ شی ہے جس سے حس و حیات ہے انسان میں اور جس کے نکلنے سے مر جاتا ہے اور بدن کے درمیان بڑا مضبوط امتزاج ہے خصوصاً بنی آدم میں جن کی فہم میں متبادر ہوتا ہے کہ روح ایک وصف ہے بدن کا اور وہ ہی حیات ہے یا یہ کہ روح بدن میں ایسی ہے جیسے کوئلے میں آگ سوا اس امتزاج کے

واسطے متمثل ہوتے ہیں اوصاف نفس کے بصورت بدن بیچ سونے اور دوسرا ان دونوں مقدموں سے یہ ہے کہ بعض حضرات عالم ناسوت میں متمثل ہوتے ہیں یعنی بصورت ایک شئی کے مانند تمثل ان کے عالم خیال مقید میں جیسا قصہ سیدنا داؤد علیہ السلام کا اور متمثل ہونا ملائکہ متخاصمین کا بیچ بھیڑوں کے مقابلہ ان کے معاملہ کے بعضی آدمیوں سے ازواج میں اور بعد تمہید دونوں مقدموں کے ہم کہتے ہیں کہ کفر رنگ کافروں کے نفوس پر وہی سرادیل قطران کے ہو جائیں گے اور روسیاہی بسبب لعنت کے اور ایمان کے رنگ اہل جنت کے وہی سندس ہیں اور تروتازگی ان کے چہروں کی بسبب عنایت الٰہی کے ہوگی میں نے یہ دیکھا رویت روحانیہ میں اور اسرار مبدا سے یہ ہے کہ میں نے دیکھا وجود منبسط کو متلاشی حق میں دو جہتوں سے ایک جہت اس کی صادر ہونے کی ذات الٰہی سے اور ایک جہت اس میں ظہور تجلی الٰہی کی ایسی حیثیت سے کہ سب مجامع کو احاطہ کر لیا تو جو ناطق ہوا اس بات سے کہ وجود منبسط وہ اللہ ہے تو وہی اس کی غفلت گاہ ہے لیکن نظر دقیق حکم کرتی ہے کہ ذات واجب سے صادر ہوئے شیون ساتھ اس شئی کے جو مبدا اول میں ہے پھر صادر ہوا وجود منبسط اور وہ فعلیت اور خارج ہے پھر ظاہر ہوئی خارج میں ایک شان کے بعد شان اوپر اُس ترتیب کے جو مکنون تھی۔

۴۳ مشہد چہل و سوم

مجھ پر اسرار عجیب افاضہ ہوئے ظہور کرامات کے طریق میں جاننا چاہیے کہ کرامات نہیں برانگیختہ ہوتی مگر اس قوت سے جو نفس ناطقہ میں ہے پس جس وقت سازگار ہوتی ہے ملاء اعلیٰ سے اور اس کی ہمت ملاصق ہوتے ہی ساتھ قوت عازمہ کے شخص اکبر سے تو ہو جاتی ہے بمنزلہ استحسان کے نسبت کرنے طرف اس عازمہ کے تو منقلب ہو جاتی ہے صورت مطلوبہ وہاں عزم مضبوط واسطے اولیا کے یہاں دو حدیں ہیں ان دو میں سے ایک حد ادنیٰ خطرہ اور ادنیٰ استحسان ہے متصل ساتھ عازمہ کے اور دوسری حد بیان ہمت یہاں قویہ منبعثہ ہے صلب نفس سے کہ وہ مستمرہ ہے نفس پر اوقات کثیرہ میں اور درمیان دونوں طرفوں کے مراتب کثیرہ میں اور اوقات واحوال واسباب کے واسطے خواص ہیں پھر اولیا اس میں دو قسم ہیں ایک وہ ہیں کہ ان کی ہمت نفس ان کے نزدیک متمثل ہے اور وہ دیکھتے ہیں کہ آثار اس سے صادر ہوتے ہیں اور ایک وہ ہیں جن کی ہمت غیر متمثل ہوتی ہے بلکہ مضمحل ہوتی

ہے خاطر یا خیال میں یا لفظ میں تو وہ نہیں پاتی اس کے واسطے توجہ اور مائل ہوتی ہے کسی وقت ساتھ تدبیر حق کے اور اس کی رحمت کے تو صادر ہوتی ہیں ان سے آثار اور اول قسم کے اکثر ہیں ہند و خراسان اور ان کے قرب میں اور دوسری قسم کے ہیں حجاز و یمن اور اس کے نواحی میں پھر اولیا کے واسطے وقت ہیں ان میں سے وہ ہے کہ جس میں ارادہ صرفہ ہو کہ اس کو مزاحم نہ ہو بعید جاننا یا مخالف سمجھنا سنت اللہ کا جمع مقصود میں کیونکہ جب خطرہ آیا اس کے دل میں استبعاد کا یا مخالف عادت اللہ کا تو قلب رک جاتا ہے جیسے حیا کے آجانے سے اور شرمندہ ہونے سے اور یہ سر ہے صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا واسطے ابو رافع کے جب ان سے طلب کیا تھا ذراع تیسری مرتبہ اور انہوں نے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ بکری کے بعد ذراع دو ہی ہوتے ہیں تو آپ نے فرمایا تھا اگر تم خاموش رہتے تو ذراع کے بعد ذراع بہت سے لا کر دیتے جب تک خاموش رہتے اور ان میں سے وہ ہے کہ جس میں مخالفت اور استبعاد اور انکار قوم سخت نہ ہو عزیمت میں جیسے تم دیکھتے رہو منافسہ اور معرکوں میں دلیروں اور پہلوانوں کے اور لڑائیوں میں اقران کے پھر اولیا داعیہ کے منبعث ہونے میں دو طبقے ہیں ایک طبقہ وہ ہے جس میں داعیہ منبعث ہوتا ہے الہام حق سے اور یہ اس لئے کہ ارادہ نظام خیر کا نفخ کرتا ہے اس کی ہمت میں دواعی ہوتا ہے یہ یا تو داعیہ حادثہ بسبب اس کے اقتضا کی جیسا قصہ خضر علیہ السلام کا اور یا ہوتا ہے داعیہ مستمرہ جیسے ارادہ سید صاف کرنے کا امت ٹھہری اندھے کی ساتھ بعثت سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ بیشک وہ مستمرہ ہے ہمیشہ کوئی گوشہ اس کے گوشوں میں سے متصل ہے ان کے قلب مقدس سے پس ہوتا ہے ارادہ فعلوں خاص اور اوضاع جزئیہ کا موافق اقتضاء وقت اور مقام کے اور یہ طبقہ علیا ہے مختص ساتھ کمال مطلق کے پس ہوتا ہے اشراف اور قبولیت دعا اور زیادتی طعام و آب مقتضیات اور معدات کے اس ساعت کے اور اس پر قیاس کر و چشمہ علم کا جاری ناموس سے جو منعقد ہے ملاء اعلیٰ میں خیر کا ارادہ اہل زمین سے پس وہ متصل ہے ان کے قلب مقدس سے ہمیشہ لیکن اس کی صورتیں متفرق ہیں بحسب اوقات و اوضاع کے اور ہیئت نفس کے کبھی خارج ہوتا ہے بصورت نفث فی الروع کے اور کبھی متمثل ہوتا ہے فرشتہ اور کبھی خواب میں افاضہ برکت کا اور کبھی قیام میں اور بعضی ایسے ہوتے ہیں کہ داعیہ سفلیہ باعث ہوتا ہے ان میں اور یہ مقامات کاملین سے نہیں ہے الٰہی یوں کہا

جائے کہ واسطے تمام کرنے معنی جامعیت کے اور اسی کی طرف اشارہ ہے ان کو اس قول
مشہور میں کہ ان العارف لاھم لہ پھر جب ولی پہنچتا ہے مبلغ کو قوت عازمہ کے تو پہنایا جاتا
ہے اس کو خلعت قطبیت کا مشہد میں سویداء قلب کے شخص اکبر کی طرف سے تب ہو جاتا ہے
وہ لوگوں کے واسطے پناہ کی جائے اور لوگوں کا مرجع اور جامع ان کے تفرقوں کا اور میری رائے
میں نہیں ہے واجب ہونا واسطے ایک شخص کے اس مرتبہ کا بلکہ اکثر اوقات اسی کے رتبہ کو پہنچے
ہیں دو اور تین اور اس کے سوا بھی اور حضرت، ہر واحد کے ساتھ ایسی ہوتی ہے گویا کہ وہ اس
میں متفرد ہے مثال اس کی ایسی ہے جیسے انسان کہ ہر فرد بشر متفرد ہے انسان ہونے میں بغیر
مزاحمت کے اگرچہ ہیں ہزاروں اور جس شخص نے گمان کیا متفرد ہونا اس رتبہ کا ایک شخص کو
یا اشارہ کیا طرف سر غیر اس کے جو میں نے بیان کیا ہے یا وہ سیدھا چلا اس انفراد میں
اور اس کو حمل کیا غیر اس کے محل کے اور الحمد اللہ کہ ان سب مقاموں سے جو میں نے بیان
کئے ہیں مجھ کو جام لبریز پلایا ہے۔

مشہد چہل و چہارم

میں نے دیکھا خواب میں کہ قائم الزمان ہوں اس سے میری مراد یہ ہے کہ اللہ تعالٰے نے جب
ارادہ کیا کسی شئی کا نظام خیر سے تو مجھ کو کیا مانند اعضا کے واسطے اتمام اپنی مراد کے اور میں
نے دیکھا کہ کافروں کا بادشاہ غالب آگیا مسلمانوں کے شہروں پر اور ان کا مال لوٹ لیا اور
ان کی ذریات کو غلام بنالیا اور شہر اجمیر میں شعائر کفر ظاہر کیئے اور شعائر اسلام کھودئے
العیاذ باللہ اور خدا کا بڑا غضب ہے اہل زمین پر اور میں نے دیکھی اس غضب کی صورت
متمثل ملاء اعلی میں پھر مترشح ہوا غضب میری طرف تو میں غضبناک ہوا بسبب نفث ہونے
کے اس درگاہ سے میرے نفس میں نہ اس جہت سے کہ جو رجوع ہے طرف اس عالم کے
اور میں اس ساعت لوگوں کے جم غفیر میں ہوں کہ ان میں روم اور ازبک اور عرب سب
ہیں بعضی اونٹوں پر سوار ہیں اور بعضی گھوڑوں پر اور بعضی پیادہ ہیں اور قریب اس کے جو
میں نے دیکھا مشابہ ان کے ہیں میرے حاجی لوگ دن عرفہ کے اور میں نے دیکھا وہ سب
غضبناک ہیں میرے غضبناک ہونے سے اور مجھ سے کہتے ہیں کہ کیا حکم ہے اللہ کا اس
وقت میں نے کہا ہر نظام کے دور کرنے کا انہوں نے کہا کب تک میں نے کہا کہ جب

تک تم دیکھو میرا غضب ساکت ہو گیا تو وہ آپس میں قتال کرنے لگے اپنے اونٹوں کے منہ تو قتل ہوئے ان میں سے بہت اور ان کے بہت اونٹوں کے سر ٹوٹے پھر میں آگے بڑھا ایک شہر کی طرف جو اس کے پیچھے تھا اور اس کے لوگوں کو قتل کیا اور انہوں نے پیروی اور تابعداری کی میری اس امر میں اور اسی طرح خراب کیا ہم نے ایک شہر کے بعد ایک شہر یہاں تک کہ ہم اجمیر پہنچے اور کفار کو قتل کیا اور ان سے چھڑایا ہم نے اس کو اور غلام بنا لیا ہم نے کفار کے بادشاہ کو پھر میں نے دیکھا کہ بادشاہ کفار جا رہا ہے بادشاہ اسلام کے ساتھ مسلمانوں کے گروہ میں پھر حکم دیا بادشاہ اسلام نے اسی اثنا میں اس کے ذبح کرنے کا تو پکڑ لیا اس کو لوگوں نے اور گرا دیا اس کو ذبح کر ڈالا چھری سے پھر جب دیکھا میں نے کہ خون اچھل رہا ہے اس کی رگوں سے میں نے کہا اب رحمت نازل ہوئی اور میں نے رحمت و سکینہ کو دیکھا کہ شامل ہوئی ان مسلمانوں سے جنہوں نے جہاد کیا اور وہ ہو گئے رحمت کیے گئے پھر کھڑا ہوا ایک مرد اور مجھ سے سوال کیا ان مسلمانوں کا جنہوں نے آپس میں قتال کیا تو میں نے توقف کیا جواب میں اور نہ بیان کیا یہ میں نے دیکھا شب جمعہ کو اکیسویں ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۱۴۴ھ کو۔

مشہد چہل و پنجم ۴۵

اس میں کچھ شک نہیں کہ حقیقت الحقائق وحدت ہے اس میں کثرت نہیں ہے اور اس کے واسطے تنزلات ضرور ہیں کہ کثرت ظاہر ہو اور اس کے احکام و خواص کے مراتب متعین ہوں اور اس وحدت کی حرکت اس کی صرافت وحدت سے آخر مراتب تک تدریجیہ ہے اور اس کی کچھ نہایت نہیں مگر نفس ظہور کمال اس وحدت کا اور اس وحدت کے واسطے وقت اس کی حرکت لنفسہا کی طرف مراتب کثرات کے حب مقدس اعلیٰ ہے جیسے ارادہ اختیاریہ کہتے ہیں ایک قوم اور ایجاب طبعی کہتے ہیں اسے اور یہ حب بسیط ہے اپنے اول امر میں پھر اس کا دائرہ وسیع ہوتا گیا شیئاً فشیئاً مقابلہ وسعت کثرت کے اس واسطے کہ ہر مرتبہ کے واسطے ایک خاصہ ہے حب خاص کا کہ وہ سبب ہے اس کے بروز کا اور تحقیق بساطت اولی میں نہیں خالی ان جمیع محبات سے جو بعد میں ظاہر ہوئیں لیکن وہ اس میں مندمج نہیں پھر ظاہر ہو گئیں اور کامن نہیں بارز ہو گئیں پس یہ ایسے اصول ہیں کہ اس میں کچھ شک کرنا نہ چاہیے جس

شخص کو ادنیٰ بھی سمجھ ہو اور ہمارے واسطے بعد اس کے ایک اور مشہد ہے کہ مشاہدہ کیا ہے ہم نے یہ کہ نہ اندماج جمیع مراتب کا اس بساطت میں حد واحد پر نہیں بلکہ یہاں حب خاص ہے مندمج اس حب بسیط میں وہ بمنزلہ ظاہر بارز موجود بالفعل کے ہے اور ایک حب دوسری وہ مانند قوت قریبہ یا بعیدہ کے ہے اور یہ جب ظاہر اس سے ایسی حب ہے کہ متعلق ظہور نشاۃ کلیہ کے اوّلاً ور بالذات اور یہاں افراد کا اس نشاۃ کے کچھ ذکر نہیں پھر جب آیا وقت ظہور افراد اس نشاۃ کا ہوئی حب ظہور افراد اپنی تفصیلوں سمیت بارز ظاہر اور اس سے ہے حب جو علاقہ رکھتی ہے ظہور فرد سے اس نشاۃ سے کہ ہو فرد متشخص فی المثال اور ایک فرد منتشر کہ صادق آوے کثیرین علی سبیل البدل عالم ناسوت میں ساتھ اس طرح کے کہ ہو قائم اس مرکز میں ایک شخص پھر بعد اس کے دوسرا شخص اور اسی طرح اور پھر حب متعلق ظہور فرد کے ساتھ اس معنی کے یا یہ کہ قصد کیا جائے اس سے تدبیر الٰہی کا جو متعلق ہے ساتھ اس نشاۃ کے اوّلاً اور مانند اس کے حب متعلق ہوئی ساتھ ظہور نشاۃ کلیہ کے پھر منفسر ہوئی یہ حب اپنے ظہور کے وقت افراد اور اشخاص کے پھر یا یہ کہ منفسر ہوئی ساتھ قصد ظہور تدبیر الٰہی کے یا نہ ہو مقصود مگر نفس وجود اس نوع کا کمال سے یہ ہم نے مشاہدہ کیا اور ہم نے مشاہدہ کیا نشاۃ انسانیہ تابع نہیں نشاۃ حیوانیہ کے فقط بلکہ اس کے مقابل حب خاص ہے کہ اوّل امر میں ظاہر ہوئی اور اسی طرح نشاۃ حیوانیہ تابع نہیں نامویہ کے اور ہم نے مشاہدہ کیا کہ حب متعلق ظہور فرد کے حب ہے اول امر میں ہوگی یہ مراد فرد جامع جمیع نشاٰت الٰہیہ کے اور کونیہ کے پس اگر ہے اس سے قصد تدبیر نشاۃ کا تو وہ فرد نبی ہے مانند حقیقت نبویہ کے جو متمثل تھے عالم مثال میں اور وہ ہی نبی بالاصالت ہے اور ہمیشہ عالم ناسوت میں اس کی مثال ظاہر ہوتی ہے ایک بعد دوسرے کے یہاں تک پائے گئے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پس پورے ہو گئے ان سے احکام اس مرتبہ کے اور اگر قصد نہ کی جائے تدبیر نشاۃ کی بلکہ قصد کیا جائے نفس تحقیق اس وجہ کا کمال سے تو وہ فرد ایسی ہی کی نبی نہیں اور جس وقت متعلق ہوئی حب ظہور نشاۃ کلیہ کی پھر جب آیا وقت ظہور اس کے افراد کا متعلق ہوئی حسب ثانی ظہور کے پس اگر قصد کیا جائے اس سے تدبیر نشاۃ کا تو وہ ایک نبی ہے انبیاء میں سے اور نہیں فرد جامع اور جو یہ قصد نہ کیا جائے اس وقت بلکہ محض ظہور کمالات کا کہ جن میں غالب ہوں قوای الٰہیہ قوائے کونیہ پر تو وہ ولی فانی باقی ہے اور بسا اوقات حب متعلق اول امر میں نہیں ہوتے اور نہ وقت ظہور افراد نشاۃ کلیہ کے ساتھ ظہور فرد کے بلکہ وہ حب متعلق ہوتی ہے وقت ظہور افراد کے

بیچ ناسوت کے اور اس وقت اگر اس نے تدبیر ملت کی تو وارث الانبیاء ہے یا اس کے سوا پس وہ وارث ملاء اعلیٰ کا ہے یا نہ قصد کیا جائے مگر اس کا راشد ہو فقط تو وارث اولیاء ہے پس یہ معرفت بہت غامض ہے اس کو خوب مضبوط پکڑ ڈاڑھوں سے پھر یہ جان کہ فرد کے واسطے احکام ہیں ایسے کہ اس کے غیر کے واسطے نہیں ہیں بعض ان میں سے یہ ہے کہ اس کے واسطے کوئی مستقر نہیں اوّل سے جب سے سفر کیا نقطہ جبلیہ نے جب تک کہ وہ عود کرے واسطے اس شئی کے جس کے واسطے سفر کیا تھا بلیشک ہر نشاۃ کے لئے مستودع ہے اور سیر اس کی بیچ اس کے تیز تر ہے تیر سے جس وقت وہ نکلے کمان سے یہاں تک کہ پہنچے اپنے منتہا کو پس اس کے دامن میں کوئی شئی نہیں متعلق ہوتی نجاسات و آلودگی نشآت سے بخلاف اس کے غیر کے الٰہی مگر یہ بات ہے کہ اللہ کی حکمت میں ہو کر نشاۃ متاخر مدد چاہے نشاۃ متقدم سے از روئے ضرورت کے اور بعض ان میں سے یہ ہے کہ اس کو نصیب ہوتی ہے محبت ذاتیہ اور اس کی حقیقت ہے نقطہ جبلیہ عود کرنے والا طرف اس شئی کے جس سے یہ سیر ہے علماً یا حالاً یا نشاۃ اور اس غیر کے واسطے اس میں نصیب نہیں ہے اور بعض ان میں سے یہ ہے کہ نہیں ہوتا بسبب حقیقی واسطے انتقال فرد کے ایک نشاۃ سے دوسرے نشاۃ کی طرف مگر محبت ذاتیہ اس کی تفصیل یہ ہے کہ تحقیق فرد جب وارد ہوتا ہے مستودع میں تو ضرور ہے اس کو کہ التفات کرے ایک زمانہ اس نشاۃ کے احکام کی طرف پس واصل ہو اس کے اعلیٰ بلندی کو اور ٹھہرے وہاں اور اس سے وہ باتیں ظاہر ہوں جو نہ ہوں اس کے سوا سے پھر بعد اس کے ضرور ہے کہ یہ نشاۃ اس کو اپنے میں سے نکال دے جیسے بچہ اپنی ماں کے شکم میں سے نکلتا ہے اور دور ہو جاتا ہے اس سے نشاۃ بچپن کا تو جب وقت ہو دور ہو جانے کا تو یاد دلانے نقطہ جبلیہ مقر عزت اور خیر بساطت اور مشتاق اس کا نہایت شوق سے پس اس کا جوش اس کے نفس کے واسطے وہ ہی محبت ذاتیہ ہے اور اس کی خاصیتوں سے ہے کہ اس سے منقطع ہو جائیں عروق اس نشاۃ کے پس وہ مرجائے اور رہا ہو جائے نسمہ اس کا جسم کثیف ارضی سے اور جب وقت ہو اس کی روح انفکاک نسمہ ہوائیہ سے عود کرے اس کی طرف وہ سرگشتگی محبت اور بے تعلقی اور جب وقت ہو داخل ہونے اس کی روح کا تو بھی اس کی طرف عود کرے اور اسی طرح عود ہوتی چلی جائیں جب تک پہنچے نقطہ اپنے حیز کو اپنی جان بساطت کو اور اپنی قرار گاہ عزت کو لیکن ٹھہرنا نہایت بیں نشاۃ جسدیہ کے پس نبیوں میں تو ظاہر ہے اور ان کے سوا میں پس منصب وراثت انبیاء کے ہیں جیسے مجددیت اور قطبیت اور ان کے آثار و

احکام کا ظہور اور پہنچنا حقیقت کو ہر علم و حال کے اور جمع درمیان صفا وات ہر مقام کے حاصل
ہے واسطے ہر انسان کے جیسے پیدا ہوئی ہے خلقت اور ظاہر ہونا اس سے رقائق کا اور متعین
ہونا ہر رقیقہ کے اس شئی سے جو اس کے مناسب ہے اور زیادتی آثار رقیقہ کی اس حیثیت سے کہ
نہ روکے اس کو ایک حال دوسرے حال سے اور لیکن ٹھہرنا بلندی پر نشأۃ نسمیہ پس اس سے
طبیعت
ہے یہ کہ معد ہو واسطے وصول علوم نسمیہ مقیدہ با جسام کی طرف تدلی اعظم کے جس سے بڑھنے
کلیہ اور یہ کہ جارحہ ہو جائے افاضہ میں صور خارجیہ کے اور وقائع کونیہ کے اور اگر تو چاہے حق بات
تو نہیں ہے واسطے فرد کے حال اور نہ مقام اور نہ منصب تحقیق ہر شے واسطے اس کے ہے ساتھ
زبان رقیقہ کے اور اوپر حال تدلی کے لیکن عالم تمام نہیں ڈھانکتا اس کو حال اور نہ منصب جزاین
نیست کہ احوال اور مناصب بیچ اس کے ہیں پس بنا بریں چاہیئے یہ کہ حمل کیا جائے ہر کلام فرد کا ہر
شئی سے جو خبر دے اس کے قیام کی تدبیرات عالیہ و مناسب بلند سے اور ہم آگاہ کر چکے ہیں تجھ
کو جامع کلام اور ملاک امر کے اس کے اگر تو سمجھ دار ہے اور اس میں وشش رقائق ظاہرہ بارزہ
ہیں اور ہر رقیقہ کا اثر و حکم خاص سے ضرور ہے کہ وہ آثار اس سے ظاہر ہوں اور نہیں روا
اس کو کہ رد کے اپنے نفس کو ان سے اس واسطے کہ وہ جبلت ہے سرشت ہوئی ہے اوپر اس
کے ایک رقیقہ قمریہ ہے مقابل ہے علوم کسبیہ کے علم حدیث سے اور برکات طریقوں منسوبہ
مشائخ صوفیہ سے اور ایک رقیقہ عطاردیہ ہے وہ مقابل ہے علوم کسبیہ تصانیف ورائے
خاص سے ہر علم میں کہ اس کی نظر پہنچی اس میں کوئی علم ہو معقول ہو یا منقول ہو اور ایک رقیقہ
زہریہ ہے وہ مقابل ہے جمال و محبت کے کہ وہ ہر ایک کو دوست رکھتا ہے اور ہر ایک
اس کو دوست رکھتا ہے اس حیثیت سے کہ دونوں کو معلوم نہیں اور ایک رقیقہ شمیہ ہے وہ
مقابل ہے غلبہ اور ظہور سب پر معناً و استحقاقاً و حفظاً ساتھ تمام خلقت اللہ کے تحت
ہیں اس کے حکم وحدانی کی اور ایک رقیقہ مریخیہ ہے کہ اس کے مقابل ہے ہر کمال تاصل
اور سختی و رسوخ کا اور اگر وہ نہ ہوتا تو ہر شئی ہوتی خوفناک اور ضعیف یافتہ اور ایک رقیقہ ہے
مشتریہ مقابل ہے اس کے قطبیت و امامت اور ہدایت اور ہونا اس کا مَثَابَةً لِلنَّاسِ
جس میں لوگ اللہ کا قرب ڈھونڈھیں اور ہر ایک رقیقہ ہے زحلیہ اس کے مقابل ہے ہر رقیقہ
کی بقا اور تاصل اور نافذ ہونا درازی زمانہ تک اور نیز تجرد طرف طبیعت کلیہ کے اور
ایک رقیقہ ہے ملا اعلیٰ سے اس کے مقابل ہے ہمت محیط بجمیع ما یلصق بہ کے وہ قالبیہ

ہے اللہ کی نظر اور اس کی عصمت کا اس کے واسطے اور ایک رقیقہ ہے ملا رسافل کا وہ متقابلہ ہے نور داخل ہونا ہاتھوں اور پاؤں اور آنکھوں میں اور تمام اعضاء میں اور ایک رقیقہ ہے تدلی الٰہی کا جو متدلی ہیں اس کے بندوں کی طرف اس سے دو شعبے نکلتے ہیں ایک شعبہ نور نبوت کا اور ایک شعبہ نور ولایت کا اور بعد اس کے اس کا نفس بالکل نفس قدسیہ سرشت ہوا ہے کہ نہیں رو کتی اس کو کوئی مشان کسی شان سے اور اس پر کوئی حال نہیں آتا احوال سے وقت تجرد کے نقطہ کلیہ کے مگر وہ آگاہ ہوتا ہے اس سے اس آن اور تحقیق آنے والا تفصیل ہے اجمال کی یا شرح ہے نقطہ کے ساتھ دورہ کی اور فرد سے ایسی کرامتیں نہیں صادر ہوتیں جیسے اس کے سوا سے آثار اور کرامتیں صادر ہوتی ہیں غلبہ سے اس حالت کے جو اس میں ہے جب حکم کرتی ہے وہ حالت اس کے طبقات وجود پر اور مسلط ہوتی ہے اور نہیں ہوتی عمدہ مگر وہ ہے لیکن فرد کا ہر جزو اپنی روش پر مستقل ہوتا ہے اور یہ بات اس لئے ہے کہ تم جان چکے ہو کہ اس میں رقائق کلیہ جمیلہ ہیں کہ آئے ہیں اسماء اللہ کی طرف سے اور رقائق ہیں کہ آئے نفوس افلاک سے اور طبائع افلاک سے اور رقائق ہیں کہ آئے ہیں طرح طرح کے کمالوں سے جو اسے حاصل ہیں تو نہیں مسلط ہوتا ایک جزو دوسرے جزو پر کبھی تو نہیں معزول ہوتی بہیمیت کبھی اپنے مقتضا سے ملکیت کے تسلط سے اس پر اور نہ ملکیت اپنے مقتضا سے معزول ہوتی ہے کبھی بہیمیت کے تسلط سے اس پر اور کبھی متجرد نہیں ہوتا کسی کمال کے واسطے ایسی حیثیت سے کہ دوسرے کمال کا اثر کم ہو جائے بلکہ اس کے نزدیک ہر شئی اپنی مقدار سے ہے تو اس سے جو خارق عادت ظاہر ہو تو دو وجہیں ایک ان دو سے یہ ہے کہ مدبر حق اپنے بندوں کو نفع پہنچانا چاہے دنیا کا یا آخرت کا یا ضرر دفع کرنا چاہے دنیا یا آخرت کا یا ان کے افعال پر عذاب دینا چاہے تو اس فرد کے ہاتھ پر جاری ہوتا ہے اور وہ اس کی طرف خرق عادت منسوب ہوتا ہے درحالیکہ وہ فرد مانند مردہ کے ہے غسال کے ہاتھ میں اسے اس میں کچھ اختیار نہیں اور دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ فرد رجوع ہو اپنی عقل اور حکمت و فراست کی طرف پس جب دیکھے کہ کسی شئی میں اس کو نفع ہے یا اور دوسرے کو تو اس کے رقائق میں سے کوئی رقیقہ بسط کرے جو مناسب اس شئی کے ہو تو ظاہر ہو خارق عادت لوگوں میں مثلاً وہ ارادہ کرے کہ جو وقائع آنے والے ہیں ان کی لوگوں کو خبر کرے تو بسط کرے اس کا رقیقہ جو مخبر یہ ہے تو علم سے ملاقی ہو اور لوگوں کو وہ علم پہنچائے یا ارادہ کرے وہ فرد کسی قوم کی تسخیر کا تو بسط کرے ایک رقیقہ رقائق میں سے

کہ وہ شمسیہ ہے پس تسخیر کرے اور اسی طرح اور جہاں تک خیال کرو اور فرد کے خواص سے ہے کہ وہ دنیا کی زندگی میں اپنے رب کی عبادت کرتا ہے اپنے سب اخلاق اور جمیع طبائع سے اور یہ امر اس لیئے ہے کہ عادت میں ہے کہ انسان افعال شجاعت کرتا ہے واسطے ایسے داعیہ کے کہ حصول نفع ہو یا دفع ضرر ہو دنیا کا تو بندہ جب فرد ہوتا ہے تو ملاء اعلیٰ میں جو حکم منعقد ہوتا ہے حق کے احکام سے اس کا اثر مترشح ہوتا ہے نفس کی طرف تو اٹھتا ہے داعیہ اور اس کی خدمت کرتا ہے کوئی خلق اس کے اخلاق میں سے تو جاری ہوتے ہیں فعل اور وہ فرد بالکل فانی ہے اپنی مراد سے اللہ کی مراد میں باقی ہے تو یہ معنی ہیں اس کی عبادت کے بجمیع اخلاقہ کے اور انسان کے واسطے طبائع ہیں اور ہر طبیعت کے واسطے فنا و بقا ہے اور ہر طبیعت کو ایک کمال اللہ کی طرف سے دیا گیا ہے اور افعال ہیں جو اس طبیعت سے جاری ہوتے ہیں جب اس کو فنا کرے فی الحق اور تجلیاتِ معنوی ہیں جو ترکیب کمال سے ساتھ طبیعت بشری کے حاصل ہوتی ہیں موافق اس کوکب کے جیسے طبیعت زہریہ بحسب تسمیہ مقتضی ہے کہ لذت اٹھائے حسن سے اس جمال کی جس سے اللہ نے اسے خاص کیا ہے اور دیکھے ہر لذت اور خوشی میں تابعداری اللہ کی اور فرد سے اس کے پس ہو جائیں سب حواس ساتھ لذتوں کے اور ہر شئی جس سے لذت اٹھاتا ہے سب کے سب زبانیں واسطے یاد دلانے اللہ تعالیٰ کے تو حاصل ہو اس کو ایک عجیب حالت کہ اس میں مستغرق ہو جائے اور سکر میں آجائے کچھ وقت زمانہ سے اور اسی پر قیاس کرے ہر طبیعت کو اور جو تو سچ پوچھے تو اس کی عبادت اپنے رب کے لیئے اس کے حق میں مقتضائے طبیعت کا اس کی جاری ہونا ہے اور اللہ اس کا حافظ ہے اور جس وقت کسی فعل پر اس کو زجر آئے تو اس کا سبب اس کی مخالفت میں اس امر میں بسبب اس لباس کے جو اسے اللہ نے پہنایا ہے اور اس فرد کے خواص سے ہے عالم برزخ میں کہ وہ جب انتقال کرے اس بدن سے ہیجان کرتا ہے بدن سے ہے مگر نفس ناطقہ کا ہیجان ہیجانِ تدبیر ہے اور اس فرد کا ہیجان ہیجان عشق ہے تو اس وقت سریان کرتا ہے اپنی ہمت سے اجزائے عالم میں تو حجر میں حجر ہے اور شجر میں شجر اور فلک میں فلک ہے اور ملک میں ملک ہے نہیں روکتا ہے اس کو ایک طور دوسرے طور سے مانند ہیئت طبیعت مطلقہ کے اور اس وقت اکثر اوقات اس فرد کے آثار عجیبہ اور احکام غریبہ ہوتے ہیں پس ان میں سے یہ ہے کہ جانتا ہے علم حضوری سے کہ وہ قیم بالطبیعۃ الاولیٰ ہے

جیساکہ نفس جانتا ہے قائم ہے اور وہ قائم نہیں مگر جسد قائم ہے اور اس علم سے نہیں جانتا کہ وہ فلاں ابن فلاں ہے بلکہ بسا اوقات یہ بات جانتا ہے علم حصولی سے جیساکہ جانتا ہے کہ وہ اجنبی ابن فلاں ہے اور ان میں سے ہے یہ کہ یہ حقیقت کبھی ہوتی ہے معد واسطے تدبیر کلی کے پس بروز کرتے ہیں بعض مواطن میں اور سبب ہوتی ہے افاضہ برکات کا۔

ومن بعد ہذا ماتت صفاتہ ٭ وما کتمہ اخطی لدی واجمل

یعنی اس کے بعد اس کی صفتیں ظاہر نہیں کی جاتی اور میرے نزدیک اس کا چھپانا بہت خوب اور اچھا ہے تحقیق بیان میں قول سید عبد السلام بن بشیش قدس سرہ کے حسب مشرب قوم کے وہ قول یہ ہے اللھم اجعل الحجاب الاعظم حیاۃ روحی وروحہ سر حقیقتی وحقیقتہ جامع عوالمی بتحقیق الحق الاول انتہی۔ حجاب اعظم سے مراد ذات نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جیساکہ دلالت کرتا ہے اس پر قول اس قدس سرہ کا ماسبق میں وحجابک الاعظم القائم لک بین یدیک اور تحقیق ذات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تعبیر کیا حجاب اعظم سے اس واسطے کہ حقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبدعات کا اول اور اعظم ہے جیساکہ ذکر کیا ہے قوم نے بیچ اس فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ اول ما خلق اللہ نوری اور اس سے منشعب ہوئیں حقیقتیں پس حقیقت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہے درمیان اللہ کے اور حقائق کے اور روح مقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نبی الانبیاء ہے کہ بیشک انبیاء کی ارواح نے اخذ کئے علوم اور معارف بواسطہ اس روح مبارک کے پس جس طرح نبی ترجمان حق ہے اپنی قوم میں اور واسطہ ہے اللہ میں اور قوم میں اسی طرح روح مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ترجمان حق ہے ارواح میں اور واسطہ ہے اللہ میں اور ارواح میں اور بیچ اس قول اللہ تعالےٰ کے فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید وجئنا بک علی ھؤلاء شھیدا اشارہ ہے طرف اس معنی کے بنابرین کہ ہولاء اشارہ ہے طرف شہداء کے اور ان کی صورت ظاہرہ ناسوت میں جس سے معجزے ظاہر ہوئے اور اس صورت کی زبان سے بیان ہوئی معارف اور احکام واسطہ ہے درمیان حق کے اور اس کی مخلوق کے اور سبب ہے مخلوق کے قرب کا حق سے اور ظاہر ہوا اس سے جو ہم نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تین عالم ہیں کلیہ اور تین قسم کے ہیں توسطات موافق تین نشاۃ کے تو اوّل وہ مرتبہ ہے جس کو قوم حقیقت محمدیہ کہتی ہے اور وہ ایک تعین کلّی ہے خارج میں واسطے احکام اسماء کلیہ کے اور دوسرا ان میں سے مرتبہ ہے جس کا نام ان کے نزدیک روح محمدی ہے اور وہ تعین محاذی حقیقت محمدیہ کے وقت منغمر ہونے انسان

کلّی کی طرف اپنے مظاہر اور تقیدات کی اور تیسرا ان میں سے نشاۃ ناسوتیہ ہے جس سے وابستہ ہیں کمالات ظاہری بعد نبی ہونے کے خلقت کی طرف جب عمر مبارک چالیس برس کی ہوئی کہ گمراہوں کو راہ پر لائے اور اندھوں کو بینائی اور بہروں کو کان اور دلوں کو ہدایت بخشی کہ انہوں نے وحدانیت الٰہی کی گواہی دی اور تہذیب پائی اور جانے اللہ کے حکم جو متعلق افعال مکلفین کے تھے اور اس کے سوا اور معارف جلیلہ اور اکمل الاولیاء وہ شخص ہے جو قلب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے ان تینوں نشاٰت میں لیکن حقائق جزئیہ متعددہ واسطے کمالات محبت و محبوبیت اور ان دو کے مانند کی نہیں متعین ہوتی مگر بعد جزء اختیار کرنے انسان کلی کے اس کے مقابل میں پس اوّل تعین ان حقائق جزئیہ کا خارج میں ہمروش ہے تعین روحی کا حقائق کلیہ سے پس نہیں ظاہر ہوئی حقیقت محمدیہ کی مدد جو واصل ہے حقائق جزئیہ کی طرف مگر وقت اس کے تعین کے اور جامعیت کے میراث حقیقت محمدیہ کی اور منعقد ہونا استعدادات کا یہاں میراث ہے روح محمدیہ سے تو ہوا مرتبہ عطایا کا واحد اور اسرار ان کے وجود کا متعدد جب یہ بات تمہید ہولی تو اب ہم کہتے ہیں کہ شیخ قدس سرہ ابتہال درازی کرتا ہے رب تبارک وتعالیٰ سے بزبان اپنی استعداد کے کہ اللہ اس کو سیدنا و مولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وارثوں سے کرے بحسب نشاٰت ثلثہ کے اور انکے کمالات مختصہ کے جو ہر ایک میں ہیں پس تعبیر کیا اپنے سوال سے میراث کو اس کے کمالات ناسوتیہ سے اس قول کے ساتھ کہ اللھم اجعل الحجاب الاعظم حیوٰۃ روحی کہ مراد اس سے روح منفوخہ فی البدن ہے ایسی کہ بدن کی مدبرہ ہے اور اس کی حس و حرکت کے ارادہ کرنے والی ہے اور وہی افراد جزئیہ میں مستعد ہے واسطے کمالات جزئیہ کے جس کا ہم نے اشارہ کیا ہے بمقابل صورت ناسوتیہ کے بیچ افراد کلی کے جو مستعد کمالات جمعیت کے ہے اور کچھ چھپا ہوا نہیں ہے حسن تشبیہ اس مدد کا جو واصل ہے صلی اللہ علیہ وسلم سے طرف روح اس مستفید کے ساتھ حیات کے ایسی حیات کہ وہ کمال اوّل ہے واسطے روح کے اور تعبیر کیا اس نے اپنے سوال سے میراث صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات روحیہ سے ساتھ اس قول کے کہ و روحہ سر حقیقتی اور یہ اس واسطے کہ حقائق جزئیہ بیشک ظہور کرتے ہیں اس جائے سے کہ متعین ہوتی ہے ارواح کلیہ اور پوشیدہ نہیں وہ شئی کہ بیچ تعبیر مدد کی ہے جو کہ اصل ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے طرف حقیقت اس مستفید کے ساتھ اس سر کے جس سے خفا سمجھا جاتا ہے اور مصدریت واسطے آثار و کمالات اور تعین استعدادات مستمرہ و دائم نمط واحد پر حسن و براعت ہے اور تعبیر کیا اس سے سوال اس کا میراث اس کی موافق ان کمالات کے جس کی وراثت ہوئی ہے حقیقت محمدیہ اگرچہ نہیں ظاہر ہوئی مگر بیچ سوا اس مرتبہ کے جو اس کا قول ہے وحقیقتہ جامع ہے

عوالم کا اور یہ امر اس لیئے ہے کہ اکملیت ساتھ اس وجہ کے لازم ہوتی ہے ظہور رقائق کثیرہ کے بمقابلہ نشات خارجیہ کے ہر رقیقہ اجمال ہے ایک نشاۃ کا اور اس کے احوال کی معرفت تو مدد جو واصل ہے صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مرتبہ میں طرف مستفید کے اس کی صورت جمع عوالم ہے ساتھ اس معنی کے اجعل ذالک کذالک بتحقیقک اور تحقیق گردانا شیٔ کا متحقق ہے خارج میں اور مراد اس سے فیض مقدس ہے اور مخفی نہیں وضع مظہر ہے مکان مضمر میں کہ اشعار ہے اس بات کا کہ تحقیق صادر ہے اس سے بسبب اس کے ہونے کے حق یعنی متحقق بذاتہ محقق لغیرہ اول الشیاٗ لیس بیشک وہ وجود الوجودات و ماہیت الماہیات ہے۔

تحقیق واسطے عارف کے ہے وصول الی الاسماء والتجلیات کے برابر ہے جو کہا ہم نے یہ کہ وصول الی الذات علم ذات اور اس کا ادراک ہو یا نہ ہو اور وہ جو وہم ہوتا ہے ہمارے بیان کے خلاف محققین کے کلام سے اس مسئلہ میں تو اس کے معنی ہیں نفی علم کی اور احاطہ کی نہ نفس وصول کی اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ سالک کو جب وصول ہوتا ہے طرف حقیقت کے وہ حقیقت جس سے عبادت ہے اور وہ حقیقت مجرد کر دیتی ہے اپنے سوا سے تو واقع ہوتی ہے اس سے التفات طرف تحقق و تقرر وجود کے اور اس سب کی اصل وجود مطلق ہے اور اس کے واسطے تنزلات ہیں بہت اور لباس ہیں کثیر پس پہچانتا ہے اس التفات کے ضمن میں ہر تنزل و ہر لباس کو ساتھ حاسہ اس تنزل یا اور اس لباس کی تو نہیں ادراک ہوتی مثال مگر ساتھ مثال کے اور نہ روح مگر ساتھ روح کے اور اسی طرح رجوع کرتا ہے صعود کرتا ہوا یہاں تک کہ دریافت کرتا ہے اس حقیقت کو کہ اس کے پرے کوئی حقیقت نہیں ہے ساتھ اس حقیقت کے بعینہا پس وہاں وصول ہے اور علم نہیں مگر انا کا اور کوئی ادراک نہیں مگر انا کا اور کیا خوب قول ہے شیخ عارف عفیف الدین تلمسانی کا اشارہ کرتا ہوا اس نکتہ کی طرف شعر ؎

دعوا منکری فوزی بھا یتفطروا یحق لھا تیک القلوب انفطارھا

وماذا علی من صار خالا لخدھا اغار ابوھا ام تنبه جارھا

یعنی چھوڑ دو ان کو جو منکر ہیں محبوبہ سے مراد حاصل ہونے کی کہ وہ شق ہو جائیں ثابت کر دیگا ان کے دلوں کو واسطے ان کا شق ہو جانا اسے کیا ہے جو محبوبہ کے رخسار کا خال ہو گا اس محبوبہ کا باپ غیرت کرے یا ہمسایہ آگاہ ہو جائے پس کاملوں کے واسطے وصول متحقق ہے طرف ذات کے بالفعل اور اسی طرح ساتھ اصول اسماء اور تجلیات کے فنا و تحققاً نہیں جائز یہ کہ ہو انکے واسطے حالت منتظرہ اس امر میں ہاں اس کے بعد احکام خاص ہیں ہر نشاۃ کے نشأت میں سے کہ برتتا ہے ان کو انسان ایک بعد ایک کے

گویا کہ اس نے احاطہ کر لیا ان کا اجمالاً ان دونوں وصفوں میں اور نہیں باقی رہی مگر تفصیل پس کاملوں کی ترقیات کو انتہا نہیں اس معنی سے۔ تحقیق اب جاننا چاہیئے کہ تحقیق اللہ جل مجدہ کو اول علم اشیاء ہے دو وجہوں سے ایک وجہ تو اجمالی ہے اس کا بیان یہ ہے کہ جب اس نے اپنی ذات کو جانا تو ذات کی اقتضاء کو جانا واسطے نظام وجود کے واسطے کہ علت تامہ کا علم کافی ہے معلول کے علم کو اور یہ اشیاء وہاں موجود ہیں ساتھ وجود الٰہی کے نہ ساتھ وجود امکانی کے اس لئے کہ ہر شئی متحقق ہوتی ہے بتحقیق واجب کے اور پائی جاتی ہے ساتھ ایجاد واجب کے پس مقابل ہر شئی کے کمال ہے واسطے واجب کے اور اقتضاء اور یہ کمالات مبداء ہیں ان اشیاء کے صدور کا اور کنہ ہیں ان کے حقائق کا تو ہر کمال مقتضی ہے کسی شئی کا بخصوصہ اور ہر شئی محتاج ہے طرف کسی کمال کے بخصوصہ گویا یہ کمالات اور اشیاء امر واحد ہیں سوا اس کے کہ یہ لوازم واجب سے ہیں اور اعتبارات اس کے ذاتیہ بمنزلہ علم کے ہیں اور قدرت اور حیات کے اور یہ معلولات ہیں واسطے اس کے کہ صادر ہوئے ہیں اس سے اور دوسری وجہ ان میں سے وجہ تفصیلی ہے بیان اس کا یہ ہے کہ ہر موجود معلول واجب کا ہے اور جو نہیں ہے معلول نہیں ہے ممکن اسکا تحقیق اور نہیں ہے حاجت ان معلولات کی طرف اللہ کو مثل حاجت معمار کے طرف مکان کی بلکہ حاجت معلولات کی اور اصل انکے تقرر اور جوہر اور تحقیق اور تقوم کی مستمرہ ہے جب تک موجود ہیں اور ایجاد واجب کا ہے واسطے انکے اور تحقیق کرنا اس کا ان کو کنہ ہے انکے وجود کا اور انکے تحقق کا نہ کچھ اور جز این نیست کہ منشاء امتیاز ماہیات کا بعض سے بعض کو امتیاز ہے بعض اقسام ایجاد کا اور تحقق اور تقویم بعض سے پس یہ ارتباط بہت قوی ہے ارتباط صورت سے اپنے محل سے مقتضی ہے حضور اشیاء کا واسطے اپنے فاعل کے پس جانتا ہے اول اللہ اشیاء کو ساتھ ان اشیاء کے نہ انکے صور مرتسمہ فی الواجب سے اور یہ علم واجب کا واسطے انکے ساتھ انکے وجود امکانی کے ہے برابر ہے اس میں مادیات مجردات پس حق یہ امر ہے کہ کچھ حاجت نہیں واسطے جواہر عقلیہ مرتسمہ فیہا صور الاشیاء کے مگر مفروضات میں جو متحقق نہیں ہوتے مگر فرض فارض میں جیسے غول کے دانت پس غور کر اس کلام کو جیسا حق ہے اس کے غور کرنے کا

مشہد چہل و ششم ۴۶

جاننا چاہیئے کہ ملتیں اور مذاہب وصف کی جاتی ہیں ساتھ حقیقت کے کہا کرتے ہیں کہ ملت حقہ اور مذہب حق اور ناظر نظر کرتا ہے وصف میں ایک ان دونوں کے پس ہم نے تامل کیا حقیقت کو اس واقع کی اگر موافق ہوا وہ اس شئی کے تو حق ہے اور نہیں تو باطل تو ہم نے دو معنی پائے ایک تو ظاہر اور روشن اور دوسرے

دقیق و باریک کہ بعد میں معلوم ہونگے تو ظاہر روشن تو یہ نہیں کہ اگر ہو ہر مسئلہ اعتقادیات سے مطابق واسطے اس شئی کے جس پر اعتقاد کیا ہے خارج میں مثلاً حکم کیا جائے کہ اللہ خشم کرتا ہے اور غضب ہوتا ہے اور ہے عالم یونہی اور یہ کہا جائے کہ حشر جسمانی ہونے والا ہے اور یونہی ہے اور جو مسئلہ ہو کہ اس میں حکم وجوب و حرمت ہو مطابق واسطے اس چیز کے کہ جس پر منعقد ہے امر ملا اعلیٰ میں مثلاً کہا جائے کہ نماز فرض ہے اور ہو بیچ ملاء اعلیٰ کے نازل مثال ادائے مضمون اس کی تحسین اس شخص کو کہ جو متلبس ہو اس سے اور اس کا ہونا مستلزم ہو انسان کی ترقی کا چنگل مارنے سے اس کے دامن نسمہ میں بیچ دنیا اور آخرت کے اور تکفیر ہیئت ظلمانیہ کے نسمہ سے کہ وہ ہیئت ظلمانیہ حاصل ہوئی ہے استغراق سے احکام بہیمیہ میں جیسا مستلزم ہے زنجبیل کا کھانا تسخین بدن کو اور دور کرنے برودت کو انسان سے تو یہ نازل وہاں مطابق ہے واسطے علم اس کے فرضیت کے اور جو مسئلہ کہ اس میں توقیت ہو یا تحدید مطابق واسطے قواعد ملت کے جیسے نماز کے پانچ وقت اور زکوٰۃ کو دو سو درہم اور برس بھر گذرنا اور ہو اس حیثیت سے کہ ثابت ہو درمیان اصل اور درمیان انشاح کے وجود تشبیہی مدارک ملاء اعلیٰ میں تو یہ وہ ہے اور وہ یہ ہے اس اعتبار سے پس جب یہ ملت ایسی تو کہا جائیگا کہ ملت حقہ ہے اور اسی طرح معنی حقیقت مذاہب کے ہیں کہ ہوں اس کے احکام مطابق واسطے اس چیز کے کہ کہا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفس الامر میں اور مطابق ہوں واسطے اس چیز کے اس پر ہیں وہ قرون جن کے واسطے شہادت ہے خیر کی اور اگر ہو مسئلہ ایسا جس میں نہ نص ہو اور نہ روایت تو اس کی حقیقت محتاج قرائن کی ہے جو مورث ہوں غالب ظن کے ساتھ اس طرح کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے اس مسئلہ میں تو یونہی فرماتے اور یہ کہ وجہ اس کے استخراج کی اور استنباط کی ظاہر ہو ایسی کہ شک نہ کرے وہ شخص کہ محیط ہو اسالیب کلام کا اور مقاصد شارع کا بیچ شرح احکام کے پس یہ معنی ہیں حقیقت مذہب کے اور وہ جو دقیق و باریک معنی ہیں کہ بعد میں معلوم ہوتے ہیں وہ یہ ہیں کہ ہو اللہ نے جانا کسی امت کی چھوٹی ہوئی کو ملانا اور جمع کرنا اس طرح سے کہ الہام کرے کسی برگزیدہ کو اپنے بندوں میں سے واسطے اقامت کسی ملت کے کہ وہ برگزیدہ خادم ہو راہ حق کا اور منصہ ہو اس کے ظہور و تدبیر کا اور آشیاں ہو اس کے فیض مدد غیبی کا جس کو کہا جائے کہ جس نے اس کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے اس کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور ہو رضا موقوف اس تدبیر کی موافقت پر اور غضب اس کی مخالفت اور منافات پر اور جب امر اس طرح ہو تو ہونگے احکام ملت کے سب کے سب حق اور اس وقت اس کے حق کہنے میں منظور ظہور تدبیر الٰہی ہے بیچ اس جسم و قالب کے نہ سوا اس کے اور اسی طرح مذہب ہے کہ اکثر اوقات عنایت الٰہی متوجہ ہوتی ہے حفظ ملت حقہ

کے متوجہ بحسب معدات کے طرف حفظ مذہب خاص کے اس طرح سے کہ نگہبان مذہب کے اس دن ہوتے ہیں قائم واسطے برائی دور کرنے کے ملت سے یا ایکا شعار ہوتا ہے اطراف کے کسی طرف میں فارق درمیان حق و باطل کے تو اس وقت منعقد ہوتا ہے وجود تشبیہی ملاء اعلیٰ میں یا ملاء سافل میں ساتھ اس طرح کے ملت یہی مذہب ہے اور مقید ہونے ہیں اس کے احکام کلیہ ساتھ اس صورت کے خاص انکے مدارک میں تو وہ مذہب حق ہوتا ہے اس معنی سے اور ہوتا ہے مناط حقیقت یہ وجود تشبیہی ولیکن معنی جلی و روشن وہ ہیں جن کو پہنچتے ہیں راسخون فی العلم اپنے علم سے اور اہل استنباط اپنے استنباط سے اور معنی دقیق سے نہیں واقف ہوتا مگر ساتھ نور نبوی کے جو کاشف ہے احکام تدبیر قاہر علی البشر کا اور یونہی ہے جو ہم نے کہا کہ یہ بعد دکھائی دیگا اور جب یہ تمہید ہولی تو ہم کہتے ہیں کہ دکھائی دیا ہم کو کہ مذہب حنفی میں ایک ستر غامض ہے پھر ہمیشہ میں اس میں غور کیا کرتا تھا کہ کیا سر غامض ہے یہاں تک کہ میں نے پایا جو بیان کر چکا ہوں اور مجھ کو مشاہدہ ہوا کہ اس مذہب حنفی کے واسطے اس زمانہ میں ترجیح ہے سب مذہبوں پر موافق اس معنی دقیق کے اگرچہ بعضی مذہب زیادہ ترجیح رکھیں موافق اپنے معنوں کے میں نے مشاہدہ کیا کہ یہ وہ ستر ہے جس کو اکثر صاحب کشف دریافت کرتے ہیں ایک نوع پس ترجیح ہے اس مذہب کو سب مذہبوں پر اور اکثر اوقات متمثل ہوتا ہے الہام اس میں مضبوط رہنے کا یا خواب میں دیکھتا ہے اسی پر عمل کرنے کو لیکن حق صریح وہی جو ہم نے کہا اس کو خوب مضبوط داڑھوں سے پکڑ پھر غور کر خوب۔

مشہد چہل و ہفتم

میں کعبہ مشرفہ میں داخل ہوا اور متوجہ ہوا اپنے باطن کی طرف تو تجلی ہوئی مجھ کو حقیقت صراط مستقیم کی جس کو بیان کیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کہ ایک سیدھا خط کھینچا اور اس کے دونوں طرف اور خطوط کھینچے آخر حدیث تک تو میں اس حقیقت کو پایا بیچ وسط احوال نفوس کے بعض اس کا قرب فوق کے ہے اور بعض اس کے سوا میری مراد اس سے یہ ہے کہ ہر طبقہ زکی ہو یا غنی اسکے واسطے صراط مستقیم ہے اور نہیں ہے صراط مستقیم نام کسی مرتبہ کا کہ خاص ہو زکیت سے اور ہیں نے اسے معلوم کیا ایک طرح کا ثابت رہنا ور رسوخ موافقت اور انقیاد میں اور میں نے پایا کہ گویا مدبر القا کرتا ہے اس کو نفوس میں تو اکثر نفوس اس کو قبول کر لیتے ہیں بسبب الہام الٰہی کے اور قلیل ہوتے ہیں جن کے تلقے الہام سے بعید ہو نہیں ہے وصول اس کی طرف تکلف کسب سے

نفوس کے اور میں نے پایا صراط کو جہنم کی پشت پر نصب کیا ہوا تمثال اس حقیقت کے کہ ڈالا ہے اللہ تعالیٰ نے بیچ آفاق کے موافق اس کے جو ڈالا گیا ہے عالم نفس میں اور میں نے پائی جوف کعبہ شریف کو خصوصیت اس صراط مستقیم سے اور معلوم کیں میں نے بہت چیزیں کہ ان میں اور ان معانی میں مناسبت ہے ایسا ہی متقوم عالم حشر میں ساتھ قائم کرنے ان معانی کے ان کی صورتوں سے اور یہ سر ہے وجود منبر و مسجد نبوی اور اسطوانہ حنانہ کا اس جگہ اور اس کا سر تجویز رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مابین منبری وبیتی روضة من ریاض الجنة۔

تحقیق جو فعل انسان کرتا ہے اپنے ارادہ اور اختیار سے ان فعلوں کے واسطے سبب ہیں کہ موجب ہوتی ہیں انکے صدور کے جیسے عزم کسی فعل کا ضروری نفس سے ایک طرح کا ساتھ اطاعت اعضا کے اور اس کے سوا بہت امور خفیہ جن کا کم احاطہ ہو سکتا ان کے غامض ہونے کے سبب ایک ان میں سے عزم ہے ہر امر ان امور میں سے ہے جو ہے اس کے واسطے ایک ایسی علت ہے کہ اسے واجب کرتی ہے مثلاً ہونا شوق کا ایسا شوق کہ برانگیختہ ہوا ہے اعتقاد جازم یا ظن سے ایسے حال میں واجب کرتا ہے عزم کو اور ان اسباب کے واسطے بھی علتیں ہیں اسی طرح اور یہ جہاں تک چاہو نکالتے چلے جاؤ جب تک کہ منتہی ہو وجوب قاطع تک پس وہ موجود ہیں اللہ تعالیٰ کی ایجاد سے صادر ہیں بندہ کے ارادہ سے لیکن اس کا ارادہ بھی واجب ہے ان کے سببوں کے واسطے پھر جس وقت ارادہ کا مباشر ہو انسان واجب ہے اس کا مصوق جوہر نفس سے واسطے صدور کے قصدًا ان سے اور واسطے انشراح قوت کے قوتوں میں سے ساتھ اس کے اور واجب ہے یہ کہ اَلَم ہو نفس کو یا خوشی ہو یا محض آگاہی سے واسطے مخالفت اس لاحق کے اس سے یا موافقت سے ساتھ اس کے یا کسی تقریبات خارجیہ کے ساتھ اس طور کے کہ ہو مثال اس کی متقید درحالیکہ شبیہ ہو ساتھ مثال مطلق کے تو منعقد ہو مطلق میں صورت تنعم کی یا اَلَم کی اور اس کے خادم ہوں وہ ملائکہ جو الہام کئے جاتے ہیں اس درگاہ سے تو حاصل ہو اسباب سرور یا یہ کہ ہو ارادہ لوگوں سے خیر کا رحمت اس کے حق میں یا عذاب اور یہ سب دنیا میں یا آخرت میں اور ہر احتمال کے واسطے ان احتمالوں میں سے علل موجبہ ہیں پس نہیں آئے وجود میں کوئی چیز مگر جو واجب ہے اور اسی طرح ظہور شرائع واجب ہے مبدء سے جب جانے خیر اس روئے محصور اس صورت میں پس ہوتا ہے وجود اعتقاد جازم کا اس کے موافق نفوس صالح میں نہ آلودہ ہوا ہو شیطنت کی نجاستوں سے واجب وقت ظہور معجزات کے اور دلالت عقل کی صریح

اوپر صدق اس شئ کے جس کی خبر دی ہے اور تلقی اس کی درگاہ غیب سے اور ہوتا ہے پیچھے ارادہ اور عزم کا طرف جاری ہونے کے موافق اعتقاد جازم کے واجب اکثر نفوس میں پس ظاہر ہوتی ہے اللہ کی رحمت ساتھ بھیجنے رسولوں کے اور نازل کرنے کتابوں کے اور تمام کر نعمت کو اور اللہ ہی کے واسطے ہے حجت بالغہ۔

تمت بالخیر

(پاک الیکٹرک پریس ملتان)

ایمان افروز مذہبی کتابیں

کتاب المصنف لابی بکر ابن شیبہ جلد اول -/۴/-
" " " " دوم سوم (زیر طبع)
" " " چہارم -/-/۳
احسن التفاسیر جلد اول -/-/۱۰
تفسیر حقانی کامل آٹھ جلد -/-/۴۵
مظاہر حق کامل پانچ جلد -/-/۵۰
قیام اللیل عربی (زیر طبع)
انعام المنعم الباری شرح ثلاثیات بخاری سفید کاغذ -/-/۱
" " " " عربی سفید کاغذ -/۴/۱
تحفۃ الودود باحکام المولود حافظ ابن قیم -/۴/۱
الخشوع فی الصلوٰۃ عربی -/۴/-
مجموعہ جزء القرأت خلف الامام جزء رفع الیدین
امام بخاری رح -/۴/-
مختصر حاشیہ سندھی علی صحیح مسلم -/۴/۱
قصیدۃ ذکر ... المیانی عربی -/۸/-
نماز نبوی -/۴/-
بت شکن تعزیہ پرستی کی تردید -/۲/-
رسالہ حرمت متعہ -/۶/-
پارہ الم بلتانی و اردو ترجمہ حاشیہ ملتانی -/۲/-
" عم " " " " -/۸/-
" سیقول " " " " -/۸/-
تاریخ اسلام از شوق امرتسری -/-/۱۰
الفاروق شبلی نعمانی -/-/۵
تجرید بخاری مختصر معہ متن -/-/۱۲
نصیحۃ المسلمین مولوی خرم علی اردو -/۶/-
بلوغ المرام مترجم بین السطور اردو (زیر طبع)
کالا پانی مولوی جعفر صاحب تھانیسری اردو -/۱۲/-
تقویت الایمان معہ مختصر سوانح حیات و مانی الاشراک -/۸/۱
فضائل صدیق اردو -/۱۲/-
تذکیر الاخوان -/-/۳
رفع الالتباس عن بعض الناس -/۱۲/-
قصیدۃ المبارکۃ المیمونیہ المحمدیہ -/۸/-
محیط الدائرہ -/-/۳
اسماء الحسنیٰ منظوم -/۱/-

کریما فارسی جلی قلم -/۲/-
صرف بہائی مجدول -/۶/-
تعلیم الصلوٰۃ نواب صدیق حسن خان صاحب -/۵/-
البلاغ المبین فی احکام رب العالمین واتباع
خاتم النبیین تصنیف حضرت مولٰینا شاہ
ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تردید شرک } -/۱/۱
کتب اسلام مولوی رحیم بخش صاحب رح
اسلام کا اردو قاعدہ -/۲/-
اسلام کی پہلی کتاب -/۴/-
" " دوسری " -/۸/-
" " تیسری " -/۱۰/-
" " چوتھی " -/۱۰/-
" " پانچویں " -/۴/۱
" " چھٹی " -/۴/۱
" " ساتویں " -/۴/۱
" " آٹھویں " -/۸/۱
" " دسویں " -/-/۲
صرف الفاس ننگے سر نماز پڑھنا -/۵/-
اثبات رفع الیدین نور حسین گھرجاکھی -/۶/-
نبراس معہ المتعلقات القسطاس
مولانا عبدالعزیز صاحب پرھاروی } -/۱/-
تفسیر ابن کثیر مجلد اردو کامل پانچ جلد -/-/۵۵
تفسیر محمدی منزل ہفتم -/-/۸
" " " دوم -/-/۷
الفیۃ الحدیث عبدالرحیم العراقی (زیر طبع)
تاریخ اہلحدیث -/۲/۸
دیوان گلشن کاغذ رف -/۱۲/-
رکعات التراویح از مولوی حافظ عبداللہ صاحب غازیپوری -/۵/-
نماز سادہ -/۱/-
نصیحت الاخوان -/۱۲/-
ہدایت الاخوان -/۲/-
الدرایہ فی تخریج احادیث ہدایہ -/-/۶
فیوض الحرمین اردو از شاہ ولی اللہ -/۸/۱
حدیث کی تدوین عہد صحابہ اور تابعین -/۶/-

زہرۃ الخضر یا موت احمر عنبر شہب -/-/۱
فیصلہ قاتلان حسین -/-/-
نکاح ام کلثوم -/۲/-
فیصلہ باغ فدک -/۶/-
" حدیث قرطاس -/۴/-
خلافت صادقہ -/۶/-
فضائل خلفائے صادقین -/۱۲/-
البرہان المعقول فی تزویج بنات الرسول -/۳/-
اہتمام جنازہ خیر الانام -/۳/-
یک روزہ حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل شہید -/۴/-
خطبہ مترجم " " " -/۱/-
رسالہ بے نمازاں " " " -/۳/-
تفسیر ستاری پارہ اول -/-/۵
" سورہ فاتحہ -/-/۵
" " پارہ دوم -/-/۵
تعلیقا مولوی محمد صاحب جونا گڑھی کے لکھے رسالے
نعم الوجیز اور اسکے حاشیہ پر الصمصام -/۱۲/-
بدرقۃ اسلام بجواب رسالہ طلوع -/۸/-
سر مکتوم باخفاء المقتدی من ام
مولانا عبدالعزیز صاحب پرھاروی } -/۳/-
قاطع حجۃ الفجار -/۱۲/-
ناہیہ طعن ذم معاویہ -/۸/-
ہدایۃ الغنی از مولوی عبدالوہاب صاحب ملتانی -/-/۱
الحرب المقبول من احادیث الرسول -/۴/-
خطبات التوحید -/۸/۲
انوار السنہ -/۴/-
گلشن غفاری -/-/۲
ابن ماجہ اردو -/-/-
زرادی -/۹/-
ضربی -/۴/۲
مرام الکلام -/-/-
ابن ماجہ اور علم حدیث اردو -/-/۲
علامات قیامت اردو -/۸/-
دیوان حسان ابن ثابت (زیر طبع)

(فاروقی کتب خانہ بکسیلرز اینڈ پبلشرز ملتان شہر)